

مدرسہ علمیہ امام محمد باقر علیہ السلام

کا

ترجمان

# نوائے علم

شمارہ ۱۳

سرپرست

حجۃ الاسلام سید مختار حسین جعفری

چیف ایڈیٹر

سید افتخار علی جعفری

امام خمینی رضوان اللہ علیہ:

میرے لیے یہ چیز ایک معما ہے کہ تمام اسلامی حکومتیں جانتی ہیں کہ درد کیا ہے؟ اور دوا کیا ہے؟ سب جانتے ہیں کہ غیروں کا ہاتھ بیچ میں ہے کہ جو انہیں ایک دوسرے سے دور کر رہا ہے۔ سب دیکھ رہے ہیں کہ ان اختلافات سے صرف ضعف اور نابودی انہیں نصیب ہو گی۔ سب جانتے ہیں کہ جالِ عنکبوت کے مانند حکومت ان کے سامنے آڑے بنی ہے اگر مسلمان جمع ہو جاتے اور ہر کوئی ایک بالٹی پانی کی اس پر انڈیل دیتا تو اسرائیل سیلاب میں غرق ہو جاتا۔

- صحیفہ نور، جلد ۸، ص ۲۳۵

سہ ماہی

# نوائے علم

نگراں و سرپرست

حجۃ الاسلام سید مختار حسین جعفری

ایڈیٹر

سید افتخار علی جعفری

معاونین:

سید انعام علی نقوی ، سید عباس حسین جعفری، سید عابد حسین جعفری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

اداریہ

تازہ مسلمان

مناسبات

اسلامی بیداری اور نوجوان نسل----- رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای مد ظلہ

بحرین جل رہا ہے!----- فردوس احمد میر کشمیری

قرآنیات

درس تفسیر قرآن----- استاد محسن قرآن

آؤ قرآن سیکھیں----- مولانا سید مختار حسین جعفری

متفرقات

حقوق اہلبیت اہلسنت کی تفسیروں میں----- مولانا سید مختار حسین جعفری

عزاداری اور تحفظ شریعت----- حجة الاسلام والمسلمین احتشام عباس زیدی

شیعہ کون ہیں؟----- سید افتخار علی جعفری

شیعوں کی چند علامتیں-----فرحت حسین مہدوی

سماجیات

اسلامی معاشرہ نہج البلاغہ کی نظر میں-----مولانا حسین عباس ترائی

اہل خانہ کا احترام سیرت اہلبیت میں-----سید افتخار علی جعفری

لسانیات

درس زبان فارسی-----ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

## تازہ مسلمان

روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں ایک عیسائی کو اسلام کی سعادت نصیب ہوئی وہ منی میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام علیہ السلام اپنے اصحاب کے حلقہ میں تھے۔

اس جوان نے عرض کی "مولا میری ماں ابھی تک عیسائی ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔  
فرمائیے میرے لیے کیا حکم ہے ؟

امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا "کہ آیا خنزیر کا گوشت کھاتی ہیں ؟ عرض کی نہیں کھاتیں ، فرمایا "کیا شراب پیتی ہیں ؟ عرض کی نہیں پیتیں ، عرض کی کوئی حرج نہیں تم ان کے ساتھ رفت و آمد رکھو۔ اپنی ماں کا پہلے سے زیادہ احترام کرو۔ اس لیے کہ مسلمان کا عمل اور کردار اس کی پہچان ہے حقیقی اور سچی تبلیغ عمل اور کردار سے ہوتی ہے گفتار سے نہیں

اس جوان نے یہی کیا ، پہلے سے زیادہ اپنی ماں کا احترام کرنے لگا اس کے اس سلوک سے ماں اس پر مہربان ہو گئی۔

پوچھنے لگی ، 'بیٹا ! جب سے تم نے نیا دین اختیار کیا ہے تب سے میرا بہت زیادہ احترام کرتے ہو اس کی وجہ کیا ہے ؟

اس نے عرض کی ، "ماں ! میرا جو رہبر ہے اس نے تمہارے بارے میں بہت تاکید کی ہے کہ ماں کا پہلے سے زیادہ احترام کرو۔

ماں بولی ! کہیں تمہارا رہبر نبی تو نہیں ہے ؟ اس لیے کہ ماں کے بارے میں سفارش کرنا انبیا کا کام ہے۔

بیٹے نے کہا، "میرا رہبر پیغمبر نہیں بلکہ جانشین پیغمبر ہے۔"

مختصر یہ کہ ماں نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا بیٹے نے کہا ماں مبارک ہو آپ مسلمان ہو چکی ہیں۔ اے مسلمانو ! اور اے شیعو ! وہ بوڑھی عورت جب مسلمان ہوئی تو وہ مغرب سے کچھ پہلے کا وقت تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا، اب جبکہ میں مسلمان ہو چکی ہوں تو بتاؤ کیا کروں ؟

مطلب اس کا جانتے ہو کیا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی مسلمان ہوتا ہے تو اس کو کچھ کرنا پڑتا ہے۔

ہم جو اتنے عرصہ سے مسلمان ہیں، کیا کبھی ہم نے خود سے یا کسی سے پوچھا ہے کہ مغرب کا وقت ہو تو ہم کیا کریں ؟ ! عشا کا وقت ہو تو ہم کیا کریں ؟ عید کا موقع ہو تو ہم کیا کریں ؟ بڑی عید کا دن ہو تو کیا کریں ؟ غدیر کی عید ہو تو کیا کریں ؟ اور کسی معصوم کی ولادت یا شہادت کی تاریخ ہو تو کیا کریں ؟ مال میں سال بھر کے خرچ کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو کیا کریں ؟ کسی کو پیاسا دیکھیں تو کیا کریں ؟ اور کسی کو نادار پائیں تو کیا کریں ؟

کہیں سے اگر کچھ مال ہاتھ لگ جائے تو اس کا کیا کریں ؟ دین کے احکام اگر معلوم نہ ہوں تو کیا کریں ؟ اگر سرکاری نوکری مل جائے اور تنخواہ ملے تو اس کا کیا کریں ؟ اگر ہم مجتہد نہیں ہیں اور احتیاط پر بھی عمل نہیں کر سکتے تو کیا کریں ؟ کس کی طرف رجوع کریں اور مسئلہ کس سے دریافت کریں ؟

اگر ہمارے آس پاس کہیں دینی درسگاہ نہ ہو تو کیا کریں ؟ اور اگر خدا کے لطف سے ایسی درسگاہ موجود ہو تو اس کے ساتھ کیسا برتا کریں ؟

آیا مسلمان ہونے کے باوجود کبھی ہم نے سوچا ہے کہ قرآن کا ہماری گردن پر حق ہے مسجد کا ہماری گردن پر حق ہے۔

اگر کوئی شخص ذمہ دار ہے اور کچھ افراد اس کے زیر نظر ہیں اور وہ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتا ہے تو آیا اسلام کی طرف سے بھی اس پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

کیا ایک مسلمان ہوتے ہوئے کبھی ہم نے سوچا ہے کہ رسول کیوں آئے تھے؟ کیوں اہلبیت کو انھوں نے چھوڑا تھا کیوں قرآن کو انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا؟

کیا ہم نے کبھی حساب لگایا ہے کہ ہمیں دنیا کی کس مقدار میں ضرورت ہے اور آخرت کی کس قدر ضرورت ہے؟

ایک طرف ہم مجلس منعقد کرواتے ہیں، جلوس نکلاتے ہیں، عزاداری برپا کرتے ہیں، مگر کیا کبھی ہم نے صورت اور سیرت کو دینداری کے آئینے میں دیکھا ہے۔

اگر ہم عزاداری پر ہزاروں روپے خرچ کر سکتے ہیں شادی اور دیگر رسموں کی تکمیل میں ہزاروں روپے بلا مقصد ضائع کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ تو پھر کیوں اپنے مال کا حساب کر کے اس پر جو بچت آتی ہے اس کا خمس ادا نہیں کرتے؟!

خدا اور رسول کے حکم کو ٹھکرا کر مجلس عزاء منعقد کر کے ہم کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ سوائے اس کے کہ ہم عزاء دار ہیں، حکم خدا و رسول کے پابند نہیں ہیں۔



رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم:

یاد رکھو! جو شخص علی کو دوست رکھے گا ملائکہ اس کے لیے مغفرت کریں گے اور بہشت کے آٹھ دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا بغیر حساب و کتاب کے داخل ہو جائے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص علی سے محبت کرے گا خدا اس کے نامہ اعمال کو اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور انبیاء کے مانند اس کا حساب ہو گا۔

جان لو! جو علی سے محبت کرے گا خدا اس کی موت کے وقت کی مشکلات کو آسان کر دے گا اور اس کی قبر کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنا دے گا۔

البحار۔ ج ۷ ص ۲۲۱، ح ۱۳۳

## اسلامی بیداری اور نوجوان نسل

رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ آقائے خامنہ ای کا ایک خطاب

قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ۱۰ بہمن سنہ ۱۳۹۰ ہجری شمسی مطابق ۳۰ جنوری سنہ ۲۰۱۲ عیسوی کو ملاقات کے لئے آنے والے "نوجوان نسل اور اسلامی بیداری" کے زیر عنوان تہران میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس کے شرکا سے ایک خطاب فرمایا جس کا ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

"میں آپ تمام معزز مہمانوں، عزیز نوجوانوں اور امت اسلامیہ کے مستقبل کے تعلق سے خوش خبری کے حامل لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ میں سے ہر فرد ایک عظیم بشارت کی حامل ہے۔ جب کسی ملک میں نوجوان بیدار ہو جاتا ہے تو اس ملک میں عوامی بیداری کی امیدیں بڑھ جاتی ہیں۔ آج پورے عالم اسلام میں ہمارے نوجوان بیدار ہو چکے ہیں۔ نوجوانوں کے لئے کتنے جال بچھائے گئے لیکن غیور اور بلند ہمت مسلم نوجوان نے خود کو ہر جال سے نجات دلائی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ تیونس میں، مصر میں، لیبیا میں، یمن میں، بحرین میں کیا ہوا۔ دیگر اسلامی ممالک میں کیسی تحریک اٹھی۔ یہ سب نوید اور خوش خبری ہے۔"

میں آپ عزیز نوجوانوں اور اپنے بچوں سے یہ عرض کروں گا کہ آپ یقین جانئے کہ آج تاریخ عالم اور تاریخ بشریت ایک عظیم تاریخی موڑ پر پہنچ گئی ہے۔ پوری دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس دور کی واضح اور بڑی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہات کا مرکوز ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی لا متناہی قدرت سے مدد طلب کرنا اور وحی الہی پر تکیہ کرنا ہے۔ انسانیت مادی مکاتب فکر کو عبور کر کے آگے بڑھ آئی ہے۔ اب نہ مارکسزم میں کشش باقی رہ گئی ہے، نہ مغرب کی لبرل ڈیموکریسی میں جاذبیت کی کوئی رمتق ہے۔ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ لبرل ڈیموکریسی کے گہوارے امریکہ اور یورپ کے اندر کیا حالات

ہیں؟! شکست کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح سیکولر نیشنلزم میں بھی کوئی جاذبیت نہیں رہ گئی ہے۔ اس وقت امت اسلامیہ کی سطح پر سب سے زیادہ کشش اسلام میں نظر آ رہی ہے، قرآن میں نظر آ رہی ہے، وحی الہی پر استوار مکتب فکر میں نظر آ رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے یقین دلایا ہے کہ الہی مکتب فکر، وحی پر استوار مکتب فکر اور عزیز دین اسلام میں انسان کے لئے سعادت اور کامرانی کی منزل تک پہنچنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ یہ ایک نہایت اہم، بامعنی اور مبارک راستہ ہے۔ آج اسلامی ممالک میں اغیار پر منحصر آمریتوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ اس عالمی آمریت اور بین الاقوامی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف علم بغاوت بلند ہونے کا مقدمہ ہے جو استکباری طاقتوں اور صیہونیوں کی ڈکٹیٹر شپ کے خبیث اور بدعنوان نیٹ ورک سے عبارت ہے۔ آج بین الاقوامی استبداد اور بین الاقوامی ڈکٹیٹر شپ امریکہ اور اس کے پیروں کی ڈکٹیٹر شپ اور صیہونیوں کے خطرناک شیطانی نیٹ ورک کی صورت میں مجسم ہو گئی ہے۔ اس وقت یہ عناصر مختلف چالوں سے اور گوناگوں حربوں کے ذریعے پوری دنیا میں اپنی آمریت چلا رہے ہیں۔ آپ نے جو کارنامہ مصر میں انجام دیا، تیونس میں انجام دیا، لیبیا میں انجام دیا، اور جو کچھ یمن میں انجام دے رہے ہیں، بحرین میں انجام دے رہے ہیں، بعض دیگر ممالک میں اس کے جذبات و احساسات براہیختہ ہو چکے ہیں، یہ سب اس خطرناک اور زیاں بار ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جدوجہد کا ایک جز ہے جو دو صدیوں سے انسانیت کو اپنے چنگل میں جکڑے ہوئے ہے۔ میں نے جس تاریخی موڑ کی بات کی وہ، اسی آمریت کے تسلط سے قوموں کی آزادی اور الہی و معنوی اقدار کی بالادستی کی صورت میں رونما ہونے والی تبدیلی ہے۔ یہ تبدیلی آکر رہے گی، آپ اسے بعید نہ سمجھئے!

یہ اللہ کا وعدہ ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ (۱) اللہ تعالیٰ تاکید کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ نے اللہ کی مدد کی تو وہ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا۔ ممکن ہے کہ عام نظر سے دیکھا جائے اور مادی اندازوں کی بنیاد پر پرکھا جائے تو یہ چیز بعید دکھائی دے لیکن بہت سی چیزیں ہیں جو بعید معلوم ہوتی تھیں مگر رونما ہو گئیں۔ کیا آپ ایک سال اور دو تین مہینے قبل یہ سوچ سکتے تھے کہ مصر کا طاغوت (ڈکٹیٹر حسنی مبارک کا اقتدار) اس طرح ذلت و رسوائی کے ساتھ ختم ہو جائے گا؟ اگر اس وقت لوگوں سے کہا جاتا

کہ مبارک کی بدعنوان اور (بیرونی طاقتوں پر) منحصر حکومت ختم ہو جائے گی تو بہت سے لوگ اس کا یقین نہ کرتے، لیکن ایسا ہوا۔ اگر کوئی دو سال قبل یہ دعویٰ کرتا کہ شمالی افریقا میں یہ عجیب قسم کے واقعات رونما ہونے والے ہیں تو لوگوں کی اکثریت کو یقین نہ آتا۔ اگر کوئی لبنان جیسے ملک کے بارے میں کہتا کہ مومن نوجوانوں کی ایک تنظیم صیہونی حکومت اور پوری طرح مسلح صیہونی فوج کو شکست دیدے گی تو کوئی بھی اس پر یقین نہ کرتا، لیکن یہ ہوا۔ اگر کوئی کہتا کہ اسلامی جمہوری نظام مشرق و مغرب سے جاری مخاصمتوں اور دشمنیوں کے مقابلے میں بتیس سال تک ڈٹا رہے گا اور روز بروز زیادہ طاقتور اور زیادہ پیشرفتہ ہوتا جائے گا تو کوئی بھی یقین نہ کرتا، لیکن ایسا ہوا۔ (۲) یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ یہ سب پر غالب رہنے والی حق کی طاقت ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں روشناس کرا رہا ہے۔ جب عوام میدان میں آجائیں اور ہم اپنا سب کچھ لیکر میدان میں اتر پڑیں تو نصرت الہی کا حاصل ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راستہ بھی دکھاتا ہے، و الذین جاهدوا فینا لنمدینم سبلنا۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہدایت بھی کرتا ہے، مدد بھی کرتا ہے، بلند مقامات پر بھی پہنچاتا ہے، بس شرط یہ ہے کہ ہم میدان میں ثابت قدم رہیں۔

اب تک جو کچھ رونما ہوا ہے وہ بہت عظیم شے ہے۔ مغربی طاقتوں نے اپنی سائنسی ترقی کی مدد سے دو سو سال تک امت اسلامیہ پر حکومت کی ہے، اسلامی ممالک پر قبضہ کیا، بعض پر براہ راست اور بعض دیگر پر مقامی ڈکٹیٹروں کے ذریعے بالواسطہ طور پر۔ برطانیہ، فرانس اور سب سے بڑھ کر امریکہ جو بڑا شیطان ہے، انہوں نے امت اسلامیہ پر تسلط قائم کیا۔ جہاں تک ہو سکا اسلامی امہ کی تحقیر کی، مشرق وسطیٰ کے اس حساس علاقے کے قلب میں صیہونیت نامی کینسر لاکر ڈال دیا اور پھر ہر طرف سے اسے تقویت پہنچائی اور مطمئن ہو رہے کہ اب دنیا کے اس اہم ترین خطے میں ان کی پالیسیوں اور ان کے مقاصد کو مکمل تحفظ مل گیا ہے۔ لیکن جذبہ ایمانی، اسلامی ہمت و شجاعت اور عوامی شراکت نے ان تمام باطل خوابوں کو چکناچور کر دیا اور ان سارے اہداف پر پانی پھیر دیا۔

آج عالمی استکبار کو اسلامی بیداری کے مقابلے میں اپنی کمزوری اور ناتوانی کا احساس ہو رہا ہے۔ آپ غالب آگئے ہیں، آپ فתיاب ہیں، مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جو کام انجام پایا ہے وہ بہت عظیم کارنامہ ہے، لیکن کام یہیں ختم نہیں ہوا ہے۔

یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ ابھی شروعات ہوئی ہے، یہ نقطہ آغاز ہے۔ مسلم اقوام کو چاہئے کہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں تاکہ دشمن کو مختلف میدانوں سے باہر کر دیں۔

یہ مقابلہ عزم و ارادے کا مقابلہ ہے اور ہمت و حوصلے کی زور آزمائی ہے۔ جس فریق کا ارادہ مضبوط ہوگا وہ غالب آجائے گا۔ جو دل اللہ تعالیٰ پر تکیہ کئے ہوئے ہے اسے غلبہ حاصل ہوگا۔ ان ینصروا اللہ فلا غالب لھم؛ (۴) اگر آپ کو نصرت الہی کا شرف حاصل ہو گیا تو پھر کوئی بھی آپ پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا، آپ کو پیشرفت حاصل ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلم اقوام جن سے عظیم امت اسلامیہ کی تشکیل عمل میں آئی ہے، آزاد رہیں، خود مختار رہیں، باوقار رہیں، کوئی ان کی تحقیر نہ کر سکے، اسلام کی اعلیٰ تعلیمات و احکامات سے اپنی زندگی کو سنواریں۔ اسلام میں یہ توانائی موجود ہے۔ (دشمنوں نے) برسوں سے ہمیں علمی میدان میں پیچھے رکھا، ہماری ثقافت کو پامال کیا، ہماری خود مختاری کو ختم کر دیا۔ اب ہم بیدار ہوئے ہیں۔ ہم علم کے میدانوں میں بھی یکے بعد دیگرے اپنی بالادستی قائم کرتے جائیں گے۔

تیس سال قبل جب اسلامی جمہوریہ کی تشکیل عمل میں آئی تو دشمن کہتے تھے کہ اسلامی انقلاب تو کامیاب ہو گیا لیکن وہ یکے بعد دیگرے تمام شعبہ ہائے زندگی کو سنبھالنے میں ناکام ہوگا اور سرانجام پیچھے ہٹ جائے گا۔ آج ہمارے نوجوان اسلام کی برکت سے علم و دانش کے شعبے میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دینے میں کامیاب ہوئے ہیں، جو خود ان کے بھی تصور سے پرے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کی برکت سے ایرانی نوجوان عظیم علمی سرگرمیاں انجام دے رہا ہے۔ یورینیم افروودہ کر رہا ہے، اسٹیم سیلز پیدا کر کے اسے نشوونما کے مراحل سے گزار رہا ہے، حیاتیات کے شعبے میں بڑے قدم اٹھا رہا ہے، خلائی شعبے میں سرگرم عمل ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور نعرہ اللہ اکبر کے ثمرات ہیں۔۔۔۔۔ (۵)

ہمیں اپنی صلاحیتوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ مغربی ثقافت نے اسلامی ممالک پر سب سے بڑی مصیبت جو نازل کی وہ دو غلط اور گمراہ کن خیالات کی ترویج تھی۔ ان میں ایک، مسلمان قوموں کی ناتوانی اور عدم صلاحیت کی غلط سوچ تھی۔ انہوں نے دماغ میں بٹھا دیا کہ آپ کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ سیاست کے میدان میں، نہ معیشت کے میدان میں اور نہ ہی علم و دانش کے میدان میں۔ کہہ دیا کہ "آپ تو کمزور ہیں، اسلامی ممالک دسیوں سال کے اس طویل عرصے میں اسی غلط فہمی میں پڑے رہے اور پسماندگی کا شکار ہوتے چلے گئے۔ دوسرا غلط تاثر جو ہمارے اندر پھیلا دیا گیا وہ ہمارے دشمنوں کی طاقت کے لامتناہی اور ان کے ناقابل شکست ہونے کا تاثر تھا۔ ہمیں یہ سمجھا دیا گیا کہ امریکہ کو شکست دینا محال ہے، مغرب کو تو پسپا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ان کے مقابلے میں سب کچھ برداشت کرنے میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

آج یہ حقیقت مسلم اقوام کے سامنے آچکی ہے کہ یہ دونوں ہی خیالات سراسر غلط تھے۔ مسلمان قومیں ترقی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، اسلامی عظمت و جلالت کو جو کسی زمانے میں علمی و سیاسی و سماجی شعبوں میں اپنے اوج پر تھی، دوبارہ حاصل کرنے پر قادر ہیں اور دشمن کو تمام میدانوں میں پسپائی اختیار کرنی پڑے گی۔

یہ صدی اسلام کی صدی ہے۔ یہ صدی روحانیت کی صدی ہے۔ اسلام نے معقولیت، روحانیت اور انصاف کو یکجا قوموں کے لئے پیش کر دیا ہے۔ عقل و خرد پر استوار اسلام، تدبر و تفکر کی تعلیم دینے والا اسلام، روحانیت و معنویت کی تلقین کرنے والا اسلام، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کا راستہ دکھانے والا اسلام، جہاد کا درس دینے والا اسلام، جذبہ عمل کا سرچشمہ اسلام، عملی اقدام پر تاکید کرنے والا اسلام۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اسلام سے ہمیں ملنے والی تعلیمات ہیں۔

آج جو چیز سب سے اہم ہے، یہ ہے کہ دشمن کو مصر میں، تیونس میں، لیبیا میں اور علاقے کے دیگر ممالک میں کم و بیش جو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے اس کی تلافی کے لئے وہ سازش اور منصوبہ تیار کرنے میں مصروف ہے۔ دشمن کی سازشوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ

(دشمن) عوامی انقلابوں کو سبوتاژ نہ کر لے، اسے راستے سے منحرف نہ کر دے۔ دوسروں کے تجربات سے استفادہ کیجئے! دشمن، انقلابوں کو غلط سمت میں موڑنے، تحریکوں کو بے اثر بنانے اور مجاہدوں اور بہنے والے لہو کو بے نتیجہ بنانے کی بڑی کوشش کر رہا ہے۔ بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے، بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ آپ نوجوان اس تحریک کے علمبردار ہیں، آپ ہوشیار رہئے، آپ محتاط رہئے۔

پچھلے بتیس برسوں میں ہمیں بڑے تجربات حاصل ہوئے ہیں، بتیس سال سے ہم نے دشمنیوں اور خاصیتوں کا سامنا کیا ہے، استقامت کی ہے اور دشمنیوں پر غلبہ پایا ہے۔۔۔۔۔ (۶) کوئی بھی ایسی سازش نہیں ہے جو مغرب اور امریکہ، ایران کے خلاف کر سکتے تھے اور انہوں نے نہ کی ہو۔ اگر کوئی اقدام انہوں نے نہیں کیا تو صرف اس وجہ سے کہ وہ اقدام ان کے بس میں نہیں تھا۔ جو کچھ ان کے بس میں تھا، انہوں نے کیا اور ہر دفعہ انہیں منہ کی کھانی پڑی، ہزیمت اٹھانی پڑی۔۔۔۔۔ (۷) اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آئندہ بھی اسلامی جمہوریہ کے خلاف تمام سازشوں میں انہیں شکست ہوگی۔ یہ ہم سے اللہ کا وعدہ ہے جس کے بارے میں ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی صداقت میں کوئی شک و تردد نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بے اطمینانی نہیں ہے۔ اللہ ان لوگوں کی مذمت کرتا ہے جو اس کے تعلق سے بے اطمینانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ و یعذب المنافقین و المنافقات و المشرکین و المشرکات الظالمین باللہ ظن السو علیہم دائرہ السو و غضب اللہ علیہم و لعنہم و اعد لهم جہنم و سائر مصیر (۸)

اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ ہم چونکہ میدان میں موجود ہیں، مجاہدت کے میدان میں داخل ہو چکے ہیں، ملت ایران اپنے تمام وسائل و امکانات کے ساتھ میدان میں وارد ہو چکی ہے لہذا نصرت الہی کا حاصل ہونا یقینی ہے۔ دوسرے ممالک میں بھی یہی صورت حال ہے تاہم بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم سب کو ہوشیار رہنا چاہئے، ہم سب کو دشمنوں کے مکر و حیلے کی طرف سے چوکنا رہنا چاہئے۔ دشمن، تحریکوں کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے، اختلاف کے بیج بونے کی کوشش کر رہا ہے۔

آج عالم اسلام میں جاری اسلامی تحریکیں شیعہ اور سنی کے فرق پر یقین نہیں کرتیں۔ شافعی، حنفی، جعفری، مالکی، حنبلی اور زیدی کے فرق کو نہیں مانتیں۔ عرب، فارس اور دیگر قومیتوں کے اختلاف کو قبول نہیں کرتیں۔ اس عظیم وادی میں سب کے سب موجود ہیں۔ ہمیں کوشش کرنا چاہئے کہ دشمن ہمارے اندر تفرقہ نہ ڈال سکے۔ ہمیں اپنے اندر باہمی اخوت کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے، ہدف کا تعین کر لینا چاہئے۔ ہدف اسلام ہے، ہدف قرآنی اور اسلامی حکومت ہے۔ البتہ اسلامی ممالک کے درمیان جہاں اشتراکات موجود ہیں، وہیں کچھ فرق بھی ہے۔ تمام اسلامی ممالک کے لئے کوئی واحد آئیڈیل نہیں ہے۔ مختلف ممالک کے جغرافیائی حالات، تاریخی حالات اور سماجی حالات الگ الگ ہیں تاہم مشترکہ اصول بھی پائے جاتے ہیں۔ استکبار کے سب مخالف ہیں، مغرب کے خباثت آمیز تسلط کے ہم سب مخالف ہیں، اسرائیل نامی کینسر کے سب مخالف ہیں۔۔۔۔۔ (۹)

جہاں بھی یہ محسوس ہو کہ کوئی نقل و حرکت اسرائیل کے مفاد میں انجام پا رہی ہے، امریکہ کے مفاد میں انجام پا رہی ہے، ہمیں وہاں ہوشیار ہو جانا چاہئے، یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ حرکت اغیار کی ہے، یہ سرگرمیاں غیروں کی ہیں، یہ اپنوں کی مہم نہیں ہو سکتی۔ جب صیہونیت مخالف، استکبار مخالف اور استبداد و ظلم و فساد کے خلاف کام ہوتا نظر آئے تو وہ بالکل درست عمل ہے۔ وہاں سب "اپنے" لوگ ہیں۔ وہاں نہ کوئی شیعہ ہے نہ سنی، وہاں قومیت کا فرق ہے نہ شہریت کا۔ وہاں سب کو ایک ہی نہج پر سوچنا ہے۔ آپ غور کیجئے! اس وقت بالکل سامنے کی ایک مثال موجود ہے۔

دنیا کے تمام نشریاتی ادارے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ بحرین کے عوام اور وہاں کی عوامی تحریک کو الگ تھلگ کر دیں۔ مقصد کیا ہے؟ یہ شیعہ سنی اختلاف بھڑکانا چاہتے ہیں۔ تفرقہ کا بیج بونے کی کوشش کر رہے ہیں، خلیج پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ حالانکہ ان مسلمانوں اور مومنین کے درمیان جن میں بعض کسی مسلک سے اور بعض دیگر کسی اور مسلک سے وابستہ ہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلام نے سب کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے۔ سب امت اسلامیہ سے وابستہ ہیں، اسلامی امہ کا جز ہیں۔۔۔۔۔ (۱۰) فتح کا



راز، تحریک کے دوام کا راز اللہ کی ذات پر توکل، اللہ کے تعلق سے حسن ظن، اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اتحاد اور مربوط کوششوں کا جاری رہنا ہے۔

میرے عزیزو! میرے بچو! آپ بہت محتاط رہئے، اپنی تحریک کو رکنے نہ دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دو جگہوں پر اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے فرمایا ہے؛ فاستقم كما امرت، (۱۱) و استقم كما امرت؛ استقامت کا مظاہرہ کیجئے۔ استقامت یعنی پائیداری، یعنی راستے پر اٹل رہنا، حق کے جادے پر آگے بڑھتے رہنا، قدم نہ رکنے دینا۔ یہی کامیابی کا راز ہے۔

ہمیں آگے بڑھتے رہنا ہے، یہ تحریک کامیاب ہے، اس کا مستقبل تابناک ہے، اس کے افق روشن ہیں۔ مستقبل بالکل درخشاں ہے۔ وہ دن ضرور آئے گا جب امت اسلامیہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے قوت و آزادی کی بلندیوں کو چھو لے گی۔۔۔۔۔ مسلمان اقوام اپنی خصوصیات اور تنوع کو باقی رکھتے ہوئے اللہ اور اسلام کے سائے میں جمع ہو جائیں، سب آپس میں متحد رہیں۔ ایسا ہو گیا تو امت اسلامیہ اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کر لیگی۔

ہمارے ممالک زمین دوز ذخائر سے مالا مال ہیں، ہمارے پاس اسٹریٹیجک اور سوق الجیشی اہمیت کے حامل خطے موجود ہیں، ہمارے پاس بے پناہ قدرتی وسائل ہیں، نمایاں ہستیاں ہیں، باصلاحیت افرادی قوت ہے، ہمیں ہمت سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہمتوں میں اور بھی اضافہ کرے گا۔

میں آپ نوجوانوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مستقبل آپ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے آپ نوجوان وہ دن ضرور دیکھیں گے اور انشا اللہ اپنے افتخارات آئندہ نسلوں کو منتقل کریں گے۔

و السلام علیکم و رحمہ اللہ و برکاتہ

حوالہ جات

(۱) حج: ۴۰، اور جو بھی اللہ کی مدد کرے وہ اس کی یقیناً مدد کریگا۔

(۲) فتح: ۲۰، اللہ نے تم سے بہت سارے فوائد کا وعدہ کیا جو تم کو حاصل ہوں گے۔ پھر (خیبر کے) مال غنیمت سے فوراً ہی تم کو بہرہ مند کر دیا اور لوگوں کے ہاتھ تم تک پہنچنے سے روک دیئے کہ اہل ایمان کے لئے یہ ایک نشانی بن جائے اور تم کو سیدھے راستے پر لگا دے۔

(۳) عنکبوت: ۶۹، اور جنہوں نے ہمارے لئے جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کر دیں گے۔

(۴) آل عمران: ۱۶۰، اگر اللہ تمہاری نصرت و مدد کرے تو تم پر کوئی بھی غالب نہیں آ سکے گا۔

(۵) اللہ اکبر کے نعرے

(۶) اللہ اکبر اور لبیک یا خامنہ ای کے نعرے

(۷) امریکہ مردہ باد کے نعرے

(۸) فتح: ۶، اور منافق مرد اور عورتیں جو اللہ کے بارے میں بدگمانیاں رکھتے ہیں وہ ان سب پر عذاب نازل کرے گا، ان کے سر پر عذاب منڈلا رہا ہے، ان پر اللہ کا غضب ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ ان کے لئے جہنم کی آگ تیار کی ہے اور یہ کس قدر بدترین انجام ہے۔

(۹) شعار اسرائیل مردہ باد کے نعرے

(۱۰) اسلامی اتحاد کے حق میں نعرہ وحد وحد اسلامی

(۱۱) ہود: ۱۱۲، پس آپ کو جس طرح کا حکم ملا ہے اس پر ثابت قدم رہیں۔ (ماخوذ از سائٹ: خامنہ ای

ڈاٹ آئی آر)

# درس تفسیر

## ماخوذ از تفسیر نور

آقائے محسن قرائتی

ترجمہ: افتخار علی جعفری

ایک نعبد و ایک نستعین

ترجمہ: ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

نکات

۔ انسان کو چاہیے کہ عقل کے حکم سے خدا کی عبادت کرے۔ ہم انسانی کمال کے عاشق ہیں ہمیں کمال کو پانے کے لیے تربیت و تعلیم کی ضرورت ہے۔ لیکن خدا تمام کمالات کا مالک اور تمام جہان ہستی کا پالنے والا ہے۔ اگر ہمیں مہر و محبت کی ضرورت ہے تو خدا رحمان اور رحیم ہے اور اگر مستقبل سے خوفناک ہیں تو اس دن کا اختیار خدا کے ہاتھ میں ہے۔ پس کیوں دوسروں کے در پہ جائیں اور ان کے آگے ہاتھ پھیلائیں؟! عقل حکم کرتی ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرنا چاہیے اور اس سے مدد مانگنا چاہیے۔ نہ کہ اپنی ہوا و ہوس کا بندہ اور دوسروں کے مال و زر کا غلام بننا چاہیے۔

۔ نماز کی حالت میں نمازی اللہ کے تمام عبادت گزاروں کی نمائندگی میں یہ کہتا ہے: خدایا نہ صرف میں بلکہ ہم سب تیرے ہی بندے ہیں اور نہ صرف میں بلکہ ہم سب تیرے لطف و کرم کے محتاج ہیں۔

-خدا یا! میرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے "ایک" لیکن تیرے میرے علاوہ بہت سارے ہیں۔ تمام عالم امکان کے بندے تیرے ہیں۔ "ان کل من فی السموات و الارض الا اتی الرحمن عبدا" (مریم، ۳۹)۔ زمین اور آسمانوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو۔

-جملہ "نعبد" بھی اشارہ کرتا ہے اس بات کی طرف کہ نماز جماعت سے پڑھی جانی چاہیے۔ اور دوسری بات یہ کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور ایک ہی خط پر گامزن ہیں۔

- معنوی اڑان بھرنے کے مراحل یہ ہیں: حمد و ثنا، رابطہ اور دعا، اس بنا پر سورہ حمد میں سب سے پہلے حمد و ثنا ہے۔ آیت "ایک نعبد۔۔" رابطہ اور اس کے بعد والی آیات، دعائیہ فقرے ہیں۔

#### پیغامات

- ۱: پہلے خدا کی بندگی کرنا چاہیے پھر اس سے حاجت طلب کرنا چاہیے۔ "نعبد، نستعین"
- ۲: بندگی صرف خدا کے لیے سزاوار ہے نہ کہ کسی اور کے لیے۔ "ایک"
- ۳: طبیعت پر حاکم قوانین قابل احترام ہیں لیکن خدا کا ارادہ قوانین طبیعت پر بھی حاکم ہے۔ لہذا صرف اس سے مدد مانگنی چاہیے۔ "ایک نستعین"
- ۴: اگرچہ عبادت ہماری طرف سے ہوتی ہے لیکن عبادت کرنے میں بھی خدا کی مدد کے محتاج ہیں "ایک نعبد و ایک نستعین"
- ۵: چونکہ خدا نے بہترین لطف ہمارے حق میں کیا ہے ہمیں بھی اس کی بارگاہ میں بہترین انداز سے عبادت کرنا چاہیے۔ "الرحمن الرحیم"
- ۶: "ایک نعبد و ایک نستعین" نہ جبر ہے اور تفویض۔ اس لیے کہ جب "نعبد" کہتے ہیں تو یہ ہمارے صاحب اختیار ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ مجبور، اور نستعین کہتے ہیں تو یہ ہمارے محتاج اور نیاز مند ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کلی طور پر خود مختار ہونے پر۔

۷: عبادت طلب کمک اور نصرت کا مقدمہ اور ذریعہ ہے۔ پہلے عبادت آئی ہے پھر استعانت۔ نعبہ، نستعین

(جاری)

# اہلبیت کے حقوق اہل سنت کی تفسیروں میں

(حق مودت)

حجة الاسلام مولانا سید مختار حسین جعفری

اہلبیت (ع) کے ساتھ دوستی رکھنا تمام مسلمانوں کی گردن پر ان کا ایک مسلم حق ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى ان سے کہہ دیجئے کہ میں رسالت کی اجرت میں تم سے کوئی مطالبہ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم میرے قرابتداروں کے ساتھ مودت رکھو۔

## آیت کا مفہوم

اہلبیت کے معنوی حقوق میں سے ایک حق مودت ہے کہ جس کی ادائیگی ہر مسلمان پر واجب ہے کیوں کہ آیت کے سیاق کے پیش نظر کہ جس میں اہل ایمان و عمل کو جنت کے باغات کی خوش خبری دی گئی ہے خدا نے پیغمبر (ص) کو حکم دیا کہ امت سے اجر رسالت کے طور پر اپنے اہلبیت کی محبت کا مطالبہ کرے اور امت پر بھی اس کی ادائیگی واجب ہے۔

فریقین کی متعدد اور صحیح روایات کے مطابق خدا نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کی محبت کو امت پر واجب کیا ہے۔ اور اس کو اپنے پیغمبر (ص) کی رسالت کا اجر قرار دیا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جس کا مطالبہ رسول (ص) نے نہیں کیا بلکہ خدا نے آنحضرت (ص) کو یہ مطالبہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ اہلبیت کی مودت رسالت کے برابر ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ہے کہ پیغمبر (ص) کے قرابتداروں کو معصوم ہونا چاہیے ورنہ خدا کا کلام لغو ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اگر وہ معصوم نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا گنہگاروں کی محبت کو واجب قرار دے رہا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت ان آیات اور روایات کے ساتھ متعارض ہوگی جن میں یہ

ہے کہ خدا نے کسی گنہگار کی محبت کو واجب قرار نہیں دیا۔ لہذا اہلبیت کا گنہگار نہ ہونا اور معصوم ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی دوستی اجر رسالت بن سکے۔

### آیہ مودت کا شان نزول

اکثر علما اہل سنت آیہ مودت کو اہلبیت خاص کر علی فاطمہ حسن اور حسین (ع) کی شان میں قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کے ذیل میں انھوں نے متعدد روایتیں اہلبیت کی محبت کے بارے میں نقل کی ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور ابن عباس کی روایت ہے وہ کہتے ہیں :-

جس وقت "آیہ قل لا اسئکم علیہ اجرا الا المود فی القربی" نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے وہ قرابتدار کون ہیں جن کی مودت واجب ہے؟ فرمایا: "علی فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے، اہل سنت کے بعض منافع میں ہے کہ پیغمبر (ص) نے لوگوں کے جواب میں یہ جملہ "علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے میرے قرابتدار ہیں" تین بار ارشاد فرمایا۔ اہل سنت کی کچھ معتبر کتابوں میں متعدد روایتیں پائی جاتی ہیں جن سب میں تاکید کی گئی ہے کہ اقربا سے مراد اہلبیت ہیں۔

ان روایتوں کو خود رسول خدا (ص)، ان کے اہلبیت، امام علی امام حسن امام حسین، امام زین العابدین، صحابہ، تابعین جیسے ابن عباس، جابر، عبداللہ بن مسعود، سعید بن جبیر،۔۔۔ اور عمر بن شعیب نے نقل کیا ہے۔

ابن عباس کی معروف حدیث کو حاکم جہکانی متوفی ۱۷۴ق نے آٹھ مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے۔ اور اس کو، شوہد التزیل میں آیہ مودت کے ذیل میں نقل کیا ہے۔ اہل سنت کے سولہ معتبر محدثین، مفسرین نے اس حدیث کو اپنی حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

بعض علما اہل سنت نے اس حدیث کے صحیح ہونے کو تسلیم کیا ہے اور بعض نے مودت کے بارے میں بحث کی ہے۔

فریقین کے منابع میں جو روایتیں محبت اہلبیت پر دلالت کرتی ہیں وہ حد تو اتر سے بھی بھڑ کر ہیں جس کی سند کے بارے میں تحقیق کی چنداں ضرورت نہیں ہے علما رجال نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے

محمد بن عمار اسدی ، ثقہ ہے

محمد بن کلف عسقلانی ثقہ ہے۔

عبداللہ بن موسیٰ العیسیٰ ثقہ ہے۔

اسرائیل بن یونس ثقہ ہے۔

ابی اسحاق ، عمر نم عبداللہ السبعی ثقہ ہے۔

عمرو بن شعیب ثقہ ہے۔

اس روایت کے رجال اسناد سب ثقہ ہیں اس لیے روایت صحیح اور معتبر ہے۔ تاریخی اور روایتی شواہد گواہ ہیں کہ حضرت علی ، امام حسن ، امام زین العابدین نے اس روایت سے مودت اہلبیت پر استدلال کیا ہے ۔ امام حسن نے اپنے استدلال میں فرمایا ہے ومن یقرّف حسن میں اقراف حسنہ سے ہم اہلبیت کی مودت مراد ہے۔

امام زین العابدین نے در بار شام میں ایک شامی کے جواب میں فرمایا کہ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے ؟ اس نے کہا " ہاں " فرمایا ، ال حم کو پڑھا ہے ؟ اس نے کہا " ہاں " آپ فرمایا کیا تم نے کبھی قل لا اسئکم علیہ اجرا الا المود فی القربی کو پڑھا ہے ؟ وہ شخص اچانک متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیا آپ ہی رسول (ص) کے وہ قرابتدار ہیں ؟ آپ نے فرمایا " ہاں "



"جابر بن عبد اللہ کی روایت مودت اہلبیت کے بارے میں "

ابو نعیم متوفی ۰۳۴ ق نے امام جعفر صادق (ع) کے حالات میں ایک روایت نقل کی ہے جس کا سلسلہ سند امام جعفر صادق تک پہنچتا ہے اور ان سے امام محمد باقر تک پہنچتا ہے اور وہ دونوں بزرگوار اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ : ایک اعرابی پیغمبر (ص) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ اے محمد ! مجھے اسلام تعلیم کریں۔ فرمایا گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اور لاشریک ہے اور محمد (ص) اس کا بندہ اور رسول ہے۔

اس نے کہا : کیا آپ کو ان چیزوں کے بدلے میں مجھ سے اجر چاہیے؟ فرمایا : نہیں مگر قرابتداروں کی محبت ، اس نے کہا ، میرے یا اپنے قرابتداروں کی محبت ؟ آپ (ص) فرمایا : میرے قرابتداروں کی محبت ، یہ سن کر اعرابی نے عرض کی آئیے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں ، پس جو شخص آپ کو اور آپ کے قرابت داروں کو دوست نہ رکھے اس پر خدا کی لعنت ہو پیغمبر (ص) نے فرمایا آمین۔ جاری

## عزاداری اور تحفظ شریعت

حجة الاسلام والمسلمین احتشام عباس زیدی

امام حسین علیہ السلام کے جاوداں اور عظیم انقلاب اور شہادت عظمیٰ کو چودہ صدیاں گزر گئیں ، اور یہ انقلاب آج بھی اپنی قوت اور تازگی کے ساتھ دنیا کی تمام حق پسند قوموں اور انسانیت و شرافت کی قربانگاہ پر جان چھڑکنے والوں کے لئے مشعل راہ بنا ہوا ہے۔

گزشتہ ہر دور میں اور آج بھی ظلم و ستم اور باطل پرست طاقتوں کے خلاف ابھرنے والی ہر آواز کا سب سے مثر لہجہ حسینی لہجہ رہا ہے ، اس حقیقت کو ہم نے بھی کم سمجھا ہے اور دوسرے تو اس کی شناخت سے محروم ہیں ہی، یہ بات الگ ہے کہ ہمارے عہد میں اس لافانی انقلاب کی محکم عملی صورت اسلامی انقلاب کے شکل میں ظاہر ہوئی جس نے اس عہد میں شرق و غرب کی تمام باطل طاقتوں کو گٹھنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور اس طرح اس نے اپنی بھرپور زندگی اور توانائی کا ثبوت دیا۔

عزاداری امام حسین علیہ السلام اس جاوداں انقلاب کو بلا کسی تحریف کے انسانی معاشرہ میں باقی رکھنے کے لئے قائم کی گئی، تاکہ اس غم میں بہنے والے آنسوؤں کا سیلاب اک طرف باطل طاقتوں کو لرزہ بر اندام رکھے تو دوسری طرف انسانی فضائل و کمالات کو حیات دینے والا یہ انقلاب ہر سال نہ صرف انسانوں سے خراج تحسین لیتا رہے بلکہ عزائے شہ میں شریک ہونے والے ہر شخص سے اس بات کی بیعت لیتا رہے کہ ہم حسین کے نام پر دنیا کی ہر برائی اور ہر ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کرتے رہیں گے اور دنیا کی ہر نیکی اور حق و انصاف کی حمایت میں ہاتھوں کو بلند کرتے اور آواز اٹھاتے رہیں گے۔

عزاداری در حقیقت شریعت محمدی (ص) کے تحفظ کی ضمانت ہے، عزاداری در حقیقت دین خدا اور

اسلام پر پابندی سے جے رہنے کا ہم سے ہر سال عہد لیتی ہے۔ افسوس ہے کہ کچھ دانا دشمنوں اور کچھ

نادان دوستوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ عزاداری کو نہ صرف اس کی ظاہری شکل پر ہی باقی رکھیں ، بلکہ اس میں ایسی چیزوں کا اضافہ کریں کہ سادہ دل اہل عزا کا دھیان عزاداری کی روح، اس کی اصل اور اس کے لافانی مقصد سے ہٹ جائے ، اور عزاداری کی داغ بیل ڈالنے والے ان مظلوموں کا مقصد فوت ہو جائے جنہوں نے اپنے عزیزوں اور اپنی گود کے پالوں کی قربانیاں دے کر اس مشعل انقلاب کو عزائے حسین کی شکل میں یا یوں کہیں کہ دین محمدی (ص) کے تحفظ کی ضمانت کی شکل میں آنے والی نسلوں کے حوالہ کیا تھا۔ بعض دانا دشمن ہمارے نادان دوستوں کو اس مغالطہ میں رکھتے ہیں کہ عزاداری الگ شے ہے اور دین کے ارکان کوئی دوسری چیز ہیں ، عزائے حسین الگ چیز ہے اور شریعت محمدی (ص) کوئی الگ شے۔

ہم اس بات کی مزید وضاحت بعد میں کریں گے پہلے یہ دیکھیں کہ خود انقلاب حسینی کہ جس اصل کی فرع یہ عزاداری ہے کن بنیادوں پر وجود میں آیا۔ ایک بار پھر عرض کردوں کہ انقلاب حسینی کے دو بنیادی پہلو ہیں :

۱۔ شہادت عظمیٰ جو در حقیقت اس انقلاب کی روح ہے اور جس میں کائنات ہستی کی بے مثال شخصیتوں نے ایک عظیم مقصد کے تحفظ کے لئے قربانیاں پیش کیں۔

۲۔ عزاداری حسین علیہ السلام جو شہادت عظمیٰ اور انقلاب حسین کی فرع ہے جس کی بنیاد اس لئے ڈالی گئی کہ جن چیزوں کے تحفظ کے لئے یہ عظیم قربانیاں دی گئی تھیں ، انہیں پوری قوت کے ساتھ زندہ رکھا جائے اور ان کی پابندی کی جائے۔ آئیے اب ہم خود اس انقلاب کی اصل شخصیت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں چلتے ہیں اور ان سے عاجزانہ دریافت کرتے ہیں کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اس عظیم انقلاب کی بنیادیں کیا ہیں ؟

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :

۱۔ "انی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا مفسدا ولا ظالما و انما خرجت لطلب الاصلاح فی ام جدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارید ان آمر بالمعروف و انہی عن المنکر و اسیر بسیر جدی و ابی علی بن ابی طالب فمن قبلنی بقبول الحق فاللہ اولی بالحق و من رد علی ہذا اصبر حتی یقضى اللہ بنی و بین القوم و ہو خیر الحاکمین"

(مقتل خوارزمی۔ ج ۱، ص ۸۸۱ : مقتل عوالم۔ ص ۴۵)

"بلاشبہ میں نے خود سری، عیش کوشی، فساد و ستمگری کے لئے قیام نہیں کیا ہے بلکہ میں اپنے نانا کی امت میں پیدا ہو جانے والی خرابی کی اصلاح کے لئے اٹھا ہوں، میں لوگوں کو اچھائیوں کی طرف بلانے، اور برائیوں سے روکنے کے لئے میدان میں آیا ہوں اور امت پیغمبر کو اپنے جد بزرگوار پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی سیرت پر چلانے کے لئے قیام کر رہا ہوں اور جو شخص بھی حق کو قبول کرنے کے لئے میری پیروی کرے گا اس نے اللہ کی راہ اختیار کی اور جس نے میری پیروی سے انکار کیا تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے"

اس اہم وصیت نامہ سے جو آپ نے اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ کو لکھا تھا چند باتیں واضح ہوتی ہیں :

(الف) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جس شریعت کی تعلیم دی تھی وہ اسلامی شریعت تھی آپ امت کو اسی کا پابند بنا کے گئے تھے لیکن آپ کی آنکھیں بند ہونے کے بعد سے ہی اسلامی امت میں جو انحراف پیدا ہوا اس نے رفتہ رفتہ امت کو شریعت کے قوانین کی روح سے دور کر دیا ظاہری شکلیں باقی رہ گئیں تھیں کہ انھیں بھی یزید نابود کرنے پر تلا ہوا تھا ظاہر ہے شریعت کا تحفظ جانشین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب تھا۔

(ب) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی در حقیقت شریعت محمدی ﷺ کے حلال و حرام ہیں اور اگر ایک وقت آئے کہ شریعت کے حلال کو حرام میں اور حرام کو حلال میں تبدیل کیا جانے لگے

تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے جانشین پر واجب ہو جائے گا کہ دین و شریعت کو محفوظ رکھنے کے لئے اقدام کرے۔

(ج) پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنًا۔ یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی سیرت میں بہترین نمونہ عمل موجود ہے (احزاب- ۱۲) نیز ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے : قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔۔۔ اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران- ۱۳) مذکورہ دونوں آیتیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی سیرت کو ہی دین سے تعبیر کرتی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس ذات پر قرآن نازل ہوا وہ بہر حال قرآن کا عملی نمونہ ہے قرآن دین پروردگار کی لفظی صورت ہے ، اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی سیرت قرآن کی اور دین خدا کی عملی تصویر ہے ، لہذا سیرت پیغمبر ہی عملی طور سے دین اسلام ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے وصیت نامہ کے اس جملہ سے کہ : (و اسیرو بسیرت جدی) یعنی میں نے لوگوں کو سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر چلانے کے لئے قیام کیا ہے ، سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۶۰ ہجری تک امت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی سیرت یعنی اصل دین سے دور ہو چکی تھی ہدایت الہی کے نورانی منصب پر ظالمانہ سلطنت کا قبضہ ہو گیا تھا ، اس حقیقت تک مسلمان نہ پہنچ پاتے اگر سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا محافظ اپنی اور اپنے اعوان و انصار کی قربان پیش نہ کرتا اور اسیروں کی مظلومانہ کیفیت کو دیکھ کر خود کو خلیف المسلمین کہلانے والا غرور کے نشے میں اس بات کا اظہار نہ کرتا۔

لَعِبْتَ هَاشِمٌ بِالْمَلِكِ فَلَا

خَبْرَ جَا وَلَا وَجِي نَزَلْ

یعنی بنی ہاشم نے حکومت کے لئے کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ کوئی خبر آئی تھی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی مطلب یہ تھا کہ نہ رسالت تھی اور نہ قرآن ہی نازل ہوا تھا۔ مختصر یہ ہے کہ امت کو سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر چلانے کے لئے یعنی دین و شریعت پر دوبارہ لانے کے لئے امام حسین علیہ السلام نے قیام کیا تھا اور آپ کی عظیم قربانی دین و شریعت کے تحفظ ہی کے لئے تھی۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام کا ایک مشہور ارشاد ہے : **الترن ان الحق لا یعمل بہ و ان الباطل لا یتناہی عنہ، لیرغب الممن فی لقا اللہ محققاً۔۔۔** (تاریخ طبری۔ ج ۵۔ ص ۳۰۴)

"کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے پرہیز نہیں کیا جا رہا ہے ایسے میں من کو چاہئے کہ حق کی راہ میں خدا سے ملاقات کرے یعنی حق کے لئے جان کی بازی لگا دے۔"

امام حسین علیہ السلام نے اس جملہ کے ذریعہ صاف لفظوں میں واضح کیا ہے کہ ایسے پر آشوب حالات میں من کے لئے خاموش اور ساکت بیٹھے رہنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے بلکہ اس کا فرضہ ہے کہ اگر دین و شریعت میں تبدیلی کی جارہی ہے اور اس کے نورانی چہرے کو مسخ کیا جا رہا ہے تو اس پر واجب ہے کہ شریعت کے تحفظ میں اپنی جان سے بھی گزر جائے۔

۳۔ امام عالی مقام کا ایک اور ارشاد ہے : **ان ہولائی قد لزمو طاع الشیطان وترکوا طاع الرحمن و اظہروا الفساد و عطلوا الحدود۔۔۔ و احلوا حرام اللہ و حرموا حلالہ۔۔۔**

(طبری۔ ج ۷۔ ص ۰۰۳، کامل ابن اثیر۔ ج ۳۔ ص ۰۸۲، خوارزمی۔ ج ۱۔ ص ۴۳۲، انساب الاشراف۔ ج ۳۔ ص ۱۷۱)

امام حسین بنی امیہ اور یزیدیوں کی بے دینی اور ان کے کرتوتوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے شیطان کی اطاعت و پیروی کو اپنے لئے لازم قرار دیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو ترک کر دیا فساد کو ظاہر کیا ، اللہ کی حدود اور اس کے قوانین کو معطل کر دیا۔۔۔ اللہ کے حلال کو حرام کر دیا اور اس کے حرام کو حلال کر دیا ہے ۔"

یہ گہر بار ارشاد امام حسین علیہ السلام کے جہاد اور ان کے لافانی انقلاب کا ثبوت ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ جس وقت دنیا میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں، مسلمان نبی کا کلمہ پڑھنے کے باوجود رحمن کی اطاعت کو چھوڑ کر شیطان کی اطاعت و پیروی کرنے لگیں۔ فسق و فجور، فحشا اور فساد کھلم کھلا انجام دینے لگیں، اللہ کے قوانین اور اس کی حدود کو چھوڑ دیں اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں تو ایسے میں انقلاب لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔ وہ چودہ سو سال پہلے کا زمانہ ہو یا کوئی بھی عہد ہو، شریعت محمدی (ص) کے تحفظ کے لئے ہر دور میں حسینی انقلاب لازم و واجب ہے، ہاں طریق کار کی تشخیص صاحبان عقل کا کام ہے۔

۴۔ روز عاشورا ظہر کا اول وقت ہے اور ابو ثمامہ صمدی امام سے فرماتے ہیں کہ: مولا یہ نماز ظہر کا اول وقت ہے اور ہم یہ آخری نماز آپ کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہیں۔ امام، ابو ثمامہ کو نماز کے یاد کرنے پر دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔۔ ذکرک الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین الذاکرین نعم ہذا اول وقت۔۔۔ (طبری۔ ج ۱۔ ص ۷۴۳، کامل ابن اثیر۔ ج ۳۔ ص ۹۲) (یعنی تم نے نماز کو یاد کیا خداوند عالم تمہیں ذکر کرنے والے نمازیوں میں قرار دے، ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے اور پھر مقتل کربلا میں تاریخ کی وہ بے نظیر نماز شروع ہوتی ہے جو انقلاب حسینی کی روح بن جاتی ہے۔ اپنے اس عمل سے حسین اور انصار حسین نے عملی طور سے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارا یہ عظیم اقدام صرف خدا کی عبادت و بندگی کے لئے ہے۔ انقلاب حسینی میں تحفظ شریعت کا یہ بے مثل نمونہ ہمیں جگہ جگہ نظر آتا ہے

۵۔ شب عاشور امام حسین علیہ السلام نے اپنے دشمن سے ایک شب کی مہلت طلب کی اور جناب ابوالفضل العباس کو حملہ پر آمادہ لشکر کی طرف بھیجا اور فرمایا:

۔۔ ارجع الیم فان استطعت ان تخرهم الی غدو تدفعم عنا العشی نصلی لربنا اللیل و ندعوہ و نستغفرہ فہو یعلم انی احب الصلوٰۃ تلاو کتابہ و کثر الدعائی والاستغفار انساب الاشراف۔ ج ۳۔ ص ۵۸۱، طبری، ج ۷۔ ص ۹۱۳ و ۰۲۳؛ کامل۔ ج ۳۔ ص ۵۸۲، ارشاد، ص ۰۴۲)

(اے میرے بھائی عباس) ان کی طرف واپس جاؤ اگر ہو سکے تو جنگ کو کل تک کے لئے ٹال دو اور آج کی شب ان لوگوں کو ہم سے دور رکھو تا کہ آج کی رات ہم نماز پڑھیں، اللہ سے دعائیں کریں، اس کی بارگاہ میں استغفار کریں، اس لئے کہ وہ (اللہ) جانتا ہے کہ میں نماز، قرآن کریم کی تلاوت اور کثرت دعا و استغفار کو کس قدر پسند کرتا ہوں۔

امام عالی مقام کے اس قول سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قیام حسینی میں اور انقلاب کربلا میں نماز، قرآن مجید کی تلاوت، دعا اور استغفار کو کتنی اہمیت حاصل ہے جسے سید الشہداء نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ ان اعمال کو بجا لانے کے لئے خدا کی خوشنودی کی غرض سے ان خدا سے بے خبروں، حیوانوں اور ذلیلوں سے ایک شب کی مہلت مانگتے ہیں۔ پھر اس روشنی میں ہم اہل عزا کو کیا کرنا چاہیے؟

۶۔ وقت آخر جب امام حسین علیہ السلام اہل حرم سے رخصت ہو رہے تھے تو آپ نے اپنی بہن سے فرمایا تھا: بہن مجھے نماز شب میں فراموش نہ کیجئے گا۔ کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ جناب زینب کبریٰ ثانی زہرا اپنے عزیز ترین بھائی کی اس آخری تمنا کو پورا نہ کیا ہوگا۔ نہیں بلکہ زینب کبریٰ نے بندھے ہوئے ہاتھوں اور بے کجاوہ اونٹ کی سواری پر بھی نماز اور بندگی خدا کو فراموش نہیں کیا۔

۷۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے شام غریباں، تاراجی خیم اور اہل حرم کی بے پردہ گی کے بعد بھی اس شب کو خدا کی بندگی اور عبادت میں بسر کیا اور کربلا کی جلتی ہوئی ریت پر سجدوں کے پھول اس طرح نثار کئے کہ امام کی عبادت کے آگے شب کا دامن چھوٹا نظر آنے لگا۔

۸۔ جن لوگوں نے شام کا سفر کیا ہے اور قید خانہ اور مسجد اموی کا جائزہ لیا ہے انھوں نے وہاں بھی امام زین العابدین علیہ السلام کی نماز پڑھنے کی جگہ اور اس محراب عبادت کی زیارت کی ہوگی جہاں زنجیروں میں جکڑے ہوئے سید سجاد علیہ السلام نے مصائب و آلام، اسیری اہل بیت، قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود خدا کی عبادت کو فراموش نہیں کیا۔



سر دست ان چند نمونوں کو مد نظر رکھیے اور اس کے بعد اس نکتہ کی طرف توجہ کیجئے کہ اس عظیم انقلاب کو جو اصل میں دین کی تحفظ کے لئے برپا کیا گیا تھا اور اس کے لئے اتنی عظیم قربانیاں دی گئی تھیں، اسے باقی رکھنے کے لئے ان مظلوم اسیروں نے عزاداری کی داغ بیل ڈالی۔ عزاداری کی بنیاد قائم کرنے والوں میں دو اہم شخصیتوں کا نام آتا ہے، ایک ثانی زہرا جناب زینب کبریٰ ہیں اور دوسرے سید سجاد امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فرع اس اصل کی حفاظت کے لئے ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ہم اس وقت تک حسین کے واقعی عزادار نہیں بن سکتے :

۱۔ جب تک واقعا کربلا کے مرکزی کردار امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت نہ رکھتے ہوں۔

۲۔ جب تک انقلاب کربلا کو واقعی طور سے پہچاننے کی کوشش نہ کریں۔

۳۔ جب تک معرکہ کربلا میں دشمن کے ناپاک عزائم سے آگاہی نہ رکھتے ہوں یعنی دشمن کیا چاہتا تھا اور کن چیزوں کو مٹانا چاہتا تھا اور امام حسین علیہ السلام نے اس کی کوششوں کو ناکام بنانے اور ان الہی امانتوں کی حفاظت کرنے میں کتنی عظیم قربانیاں پیش کیں۔

۴۔ جب تک اس روح کربلا کو اپنے اندر اتارنے کی کوشش نہیں کرتے جسے دین خدا اور دین رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کہا جاتا ہے۔

۵۔ جب تک ہمارے اندر نماز، قرآن کریم کی تلاوت، دعا اور استغفار سے محبت اور انھیں بجالانے کا شوق پیدا نہیں ہوتا۔

۶۔ جب تک ہم حسین اور ان کے اصحاب و انصار کی طرح اپنے ظاہر اور باطن کو مادی اور روحانی برائیوں سے دور نہیں رکھتے۔

۷۔ جب تک نیکیاں اور امر بالمعروف ہمارا اوڑھنا اور بچھونا نہیں ہوتا۔

۸۔ جب تک ہم ہر زمانے کے یزید اور یزیدوں کی شناخت پیدا نہیں کر لیتے۔

۹۔ جب تک ہم اپنے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات اور کدورتوں کو مظلوم کربلا کے نام پر محبتوں میں تبدیل نہیں کر لیتے۔

۱۰۔ جب تک ہم فرش عزا پر بیٹھنے والوں کو ایک ہی نگاہ احترام سے نہیں دیکھتے اور بنام حسین علیہ السلام چھوٹے بڑے، امیر غریب اور گورے کالے کا امتیاز ختم کر کے سب کو حسین کا عزادار نہیں سمجھتے۔

۱۱۔ جب تک ہم شریعت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے والے نہیں بن جاتے اس لئے کہ عزائے حسین انقلاب کربلا کی حفاظت کے لئے ہے اور انقلاب کربلا دین و شریعت کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا ہے۔

۱۲۔ جب تک ہم امام حسین علیہ السلام کے زیارتنامہ میں موجود اس جملے کی حقیقت سمجھ کر خود بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے: اشہد انک قد اتمت الصلوا و آتیت الزکا و امرت بالمعروف و نہیت عن المنکر و اطعت اللہ و رسولہ حتی اتاک الیقین (مفتاح الجنان) یعنی اے امام حسین میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا، زکات ادا کی، نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلایا اور برائیوں سے روکا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔

ہم گواہی دینے والوں کو خود بھی یہ سوچنا چاہئے کہ تحفظ شریعت کہ سلسلہ میں جس طرح ہم حسین کے بے مثل اقدام کی گواہی دے رہے ہیں ہم عزاداروں کو بھی اپنی عزاداری کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے شریعت کے انھیں مذکورہ ارکان کی پیروی کرنی چاہئے، ورنہ بزرگوں کی دیکھا دیکھی، دل کا فرش بچھانے کے بجائے ظاہری فرش بچھانا اور روایتی انداز میں بے روح عزاداری کرنا اور عظمت غم حسین علیہ السلام کو محسوس کیئے بغیر غم منانا، شاید خدا صاحب شریعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کو قبول نہ ہو۔

مآخذ و منابع:

- ۱- قرآن مجید
- ۲- مفاتیح جنان
- ۳- مقتل خوارزمی
- ۴- مقتل عوالم
- ۵- تاریخ طبری
- ۶- انساب الاشراف
- ۷- کامل ابن اثیر
- ۸- ارشاد شیخ مفید

(با تشکر از مجله شعور اتحاد)

## شیعہ کون ہیں؟

تالیف: استاد رضوانی

ترجمہ: افتخار علی جعفری

(گزشتہ سے پیوستہ)

چوتھا امر

امامت اور ولایت کے اثبات پر حدیثیں

مذہب تشیع کے عالم وجود میں ظہور پانے کے عوامل اور اسباب میں سے ایک عامل اور سبب وہ روایات ہیں جو اہلبیت رسول (ص) خصوصاً علی علیہ السلام کی امامت اور ولایت پر دلالت کرتی ہیں، جیسے:

۱: حدیث غدیر

پیغمبر اکرم (ص) نے غدیر میں فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه۔ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔ (مسند احمد، ج ۶، ص ۱۰۴، ح ۶۰۵۸۱)

۲: حدیث دوازدہ خلفائے

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: یکون بعدی اثنا عشر امیرا کلھم من قریش۔ میرے بعد بارہ خلیفہ اور امیر ہوں گے جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ (صحیح بخاری، باب الاستعلاف)

۳: حدیث ولایت

پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا: انت ولی کل مومن بعدی۔ آپ میرے بعد ہر مومن کے ولی اور سرپرست ہیں۔ (المعجم الکبیر، ج ۲۱، ص ۲۷)

۴: حدیث وصایت

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: ان لكل نبی وصیا و وارثا و ان علیا وصی و وارثی۔ تحقیق ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی اور وارث علی ہے (تاریخ دمشق، ج ۲۴، ص ۲۹۳)

۵: حدیث منزلت:

پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا: انت منی بمنزل ہارون من موسی الا انه لا بنی بعدی۔ آپ میرے نزدیک وہی مقام رکھتے ہیں جو ہارون موسی کے نزدیک رکھتے تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (صحیح ترمذی، ج ۵، ص ۱۴۶، ح ۰۳۷۳)

۶: حدیث خلافت

پیغمبر اکرم (ص) نے امیر المومنین (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا: انت اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له و اطیعوه۔ اے علی آپ میرے بھائی، وصی اور خلیفہ ہیں اس قوم کے درمیان، پس (اے لوگو) ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ (کامل ابن اثیر، بعثت کے تیسرے سال کے واقعات)

پانچواں امر

فضائل کی حدیثیں

ذیل میں بعض فضائل کی حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱: حدیث نور:

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: کنت انا و علی ابن ابی طالب نورا بین یدی اللہ قبل ان یخلق آدم باربع آلاف عام۔ فلما خلق آدم قسم ذلک النور جزئین ، فجز انا و جز علی۔ میں اور علی ایک نور تھے خدا کے پاس آدم کو خلق کرنے کے چار ہزار سال پہلے، آدم کی خلقت کے بعد خدا نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ میں ہوں اور دوسرا حصہ علی۔

(تذکر الخواص، ص ۶۰۴)

اس حدیث کو آٹھ لوگوں نے اصحاب میں سے ، آٹھ لوگوں نے تابعین میں سے اور چالیس افراد سے زیادہ اہل سنت کے علما نے نقل کیا ہے۔

۲: حدیث " احب الخلق "

امام علی (ع) وہ شخص ہیں جو نص نبوی کے مطابق " احب الخلق الی اللہ " ہیں۔

ترمذی صحیح السند کے ساتھ انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں:

پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں بھنا ہوا مرغا لایا گیا آپ نے فرمایا: خدایا! اپنی محبوب ترین مخلوق کو میرے

پاس بھیج دے تاکہ اس خوراک میں میرے ساتھ شریک ہو سکے۔ اسی اثنا میں حضرت علی (ع) داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے۔

(صحیح ترمذی، ج ۵، ص ۵۹۵)

(جاری)

## پیروی ایک کی۔احترام سب کا

خلاصہ مقالہ ڈاکٹر سید شاہد علی استاد شعبہ مطالعات اسلامی جامعہ ملیہ اسلامی دہلی نو

ترجمہ سید مختار حسین جعفری

کتنا آسان ہے یہ کہ دینا کہ تمام مذاہب ایک ہیں اور سب کی تعلیمات یکساں نوعیت کی ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ حقیقت سے کوسوں دور ہے اگر سبھی ایک ہوتے تو ممکن ہوتا کہ انسان ایک ساتھ تمام مذاہب کی پیروی کرے لیکن ایسا کچھ نہیں ہے اور نظریہ ایک قصہ سے زیادہ نہیں ہے۔

بہت سی چیزیں جو ہندو، بودائیوں، اور جینیوں اور عیسائیوں کی نظر میں مطلوب ہیں اسلام کی نظر میں حرام ہیں اور اس کے برعکس بھی ہے اس وضاحت کے پیش نظر یہ نعرہ لگانا کہ نسب ایک ہیں بے معنی ہے صحیح نظریہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ایک مذہب کی پیروی کریں مگر سب کا احترام کریں جہاں تک پیغمبروں کی تعلیمات اور احکام الہی کا تعلق ہے تو اس میں کوئی دورائے نہیں کہ وہ ایک ہیں حضرت آدم سے حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب کا پیغام ایک ہی تھا اور وہ پیغام سب سے آخر میں قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے کہ جس کے مقدس کلمات میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے۔

احکام الہی پیغمبروں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں چونکہ اصل موضوع اور زندگی کی بنیاد وہی ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس میں تحریف نہیں ہوئی ہے

تبلیغ کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے لیکن اس میں طاقت اور دبا کا استعمال جائز نہیں ہے تبلیغ میں طاقت کا استعمال قابل مذمت اور ناروا ہے مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی یہ آرزو

ہے کہ ان کا مذہب دنیا میں پھیلے اور یہ طبعی چیز ہے مسلمان بھی یہ آرزو رکھتے ہیں لیکن وہ کسی طرح کی شدت کے قائل نہیں ہیں۔

لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مختلف ادیان کی تعلیمات ، مختلف اور متفاوت ہیں لیکن ان کی جو اخلاقی تعلیمات ہیں وہ مشترک ہیں اور ان کی پیروی سے صلح آمیز زندگی کے نظام کی برقراری میں مدد مل سکتی ہے کہ جس کی بشریت کو آج کے دور میں شدید ضرورت ہے۔ (ماخوذ از ، "تفکر دینی" مرکز پژوهشی الصطفی)



## اسلام معاشرہ نہج البلاغہ کی نظر میں

حجة الاسلام حسین عباس ترابی

حوزہ علمیہ قم

(گزشتہ سے پیوستہ)

مثالی معاشرے کے صفات

۴: قلب سلیم :

ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ انکا قلب سالم اور رذائل سے پاک و پاکیزہ ہو۔ قلب سلیم وہ قلب ہے جس میں غرور، خود پسندی، حرص، سوظن اور بدگمانی وغیرہ نہ پائی جاتی ہو ایمان اور صحیح عقاید ایسے ہی قلب میں پروان چڑھتے ہیں حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں

فطوبی لذی قلب سلیم ، اطاع من یهدیہ ..... و ھدی نہج السبیل (۱۰)

خوشحال ان قلب سلیم والوں کے لئے جو رہنما کی اطاعت کریں اور ہلاک ہونے والے لوگوں سے پرہیز کریں کوئی راستہ دکھا دے تو دیکھ لیں اور واقعی راہنما امر کرے تو اس کی اطاعت کریں۔ ہدایت کی طرف سبقت کریں قبل اس کے کہ اس کے دروازے بند ہو جائیں اور اس کے اسباب منقطع ہو جائیں تو بہ کا دروازہ کھول لیں اور گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں سیدھے راستے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور انہیں واضح راستے کی ہدایت مل گئی ہے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ جب انسان اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا قلب تمام برائیوں اور رذائل سے پاک و منزہ ہوتا ہے لیکن اس دنیا میں آنے کے بعد انسان کا قلب بھی اس کے جسم کی طرح مریض ہونے لگتا ہے مادی اور ظاہری اسباب جہاں انسان کے جسم کو مریض کر دیتے ہیں وہیں

معنوی اور باطنی اسباب انسان کے قلب کو مریض کر دیتے ہیں لہذا اگر انسان اس کے علاج کی تدبیر نہ کرے تو ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ یہی قلب خدا کی واضح نشانیوں اور حقائق سے بھی سر پچی کرنے لگتا ہے۔

جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں :

و لو فکروا فی عظیم القدر و جسم النعم لرجعوا الی الطریق و خانوا عذاب الحریق و لکن القلوب علیل والبصائر مدخول (۱۱)

اگر یہ لوگ اس کی عظیم قدرت اور وسیع نعمت پر غور و فکر کرتے تو راستے کی طرف واپس آجاتے اور جہنم کے عذاب سے خوفزدہ ہو جاتے لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے دل مریض اور آنکھیں کمزور ہیں۔

حضرت علی کے مطابق کفر و نفاق اور جہالت سب سے بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج صرف قرآن سے ہی ممکن ہے۔

فاستشفوه من ادوائکم (۱۲)

اور اپنی بیماریوں میں اس سے شفا حاصل کرو۔

حضرت علی کی نظر میں قلبی امراض کی سب سے بہترین دوا پرہیز گاری اور خداوند متعال کا تقویٰ ہے۔

فان تقوی اللہ دواء دای قلوبکم و بصر عمی افندکم و شفاء مرض اجسادکم و صلاح فساد صدورکم (۱۳)

یہ تقویٰ الہی تمہارے دلوں کی بیماری کی دوا ہے اور تمہارے قلوب کے اندھے پن کی بصارت ہے ، یہ تمہارے جسموں کی بیماری کی شفا کا سامان ہے اور تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح ہے۔

۵: مشورت :

ایک مثالی معاشرہ کے افراد ہمیشہ باصلاحیت اور تجربہ کار شخصیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں کوئی بھی شخص خطا اور غلطی سے مبرہ نہیں ہے اس سے ہر وقت خطا کا امکان پایا جاتا ہے لہذا امام علی خطا اور غلطی سے بچنے کے لئے مشورت کو بہترین مددگار جانتے ہیں آپ فرماتے ہیں

لا ظہیر کا المشاور (۱۴)

مشورہ جیسا کوئی مددگار نہیں ہے (۱۵)

مشورت دور اندیشی اور فکری بلندی کی علامت ہے بعض اوقات جب انسان کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے اس عمل کے منفی پہلو کے بارے میں سوچا ہی نہ ہو لہذا کوئی بھی عاقل کبھی بھی مشورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت فرماتے ہیں :

لا یستغنی العاقل عن المشاور (۱۶)

عاقل کبھی مشورت سے بے نیاز نہیں ہوتا۔

۶ : اعتدال اور میانہ روی :

ایک مثالی معاشرے میں اعتدال اور میانہ روی کا پایا جانا بہت ضروری ہے انسان کی فردی ، اجتماعی ، سیاسی اور خانگی زندگی کے لئے اعتدال بہت ضروری ہے۔

خداوند متعال بھی اپنی عبادتوں میں اعتدال کو ہی پسند فرماتا ہے کیونکہ افراط اور تفریط جاہل کی علامت ہے۔ جیسا کہ حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں :

لا تری الجاہل إلا مفرطاً او مفرطاً (۱۷)

جاہل ہمیشہ افراط اور تفریط کا شکار رہتا ہے یا حد سے آگے بڑھ جاتا ہے یا پیچھے ہی رہ جاتا ہے (کہ اسے حد کا اندازہ ہی نہیں ہے)

خداوند متعال نے قرآن مجید میں امت اسلامی کو "امت میانہ" کہہ کر خطاب کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے :

وَكذلك جعلناكم امة وسطا (۱۸)

رسول گرامی کہ اسلام میں جن کی سیرت ہمارے لئے نمونہ عمل ہے حضرت علی ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں :

سیرتہ القصد (۱۹)

ان کی سیرت میانہ روی تھی۔

شیعہ اور سنی دونوں کا اس حدیث کے بارے میں اتفاق ہے کہ امام حسین نے فرمایا ہے میں نے اپنے والد امیر المومنین سے رسول اللہ کی گھر سے باہر کی سیرت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا :

كان رسول الله معتدلاً الامر غير مختلف (۲۰)

رسول اللہ تمام امور میں معتدل اور میانہ روی اختیار کرتے تھے کبھی افراط اور کبھی تفریط سے پرہیز کرتے تھے۔

مثالی معاشرہ وہ معاشرہ ہے جو پیامبر گرامی اور آئمہ معصومین علیہم السلام کو اپنا نمونہ زندگی قرار دے انہوں نے ہمیں دعوت دی ہے کہ ہم ان سے تمسک اختیار کریں اس طرح کہ ہر طرح کے افراط اور تفریط سے پرہیز

کریں جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں :

نَحْنُ الْمَرْقُ الْوَسْطَىٰ بِهَا يُلْحَقُ التَّالِي وَ إِلَيْهَا يَرْجِعُ الْغَالِي (۲۱)

ہم اہل بیت ہی وہ نقطہ اعتدال ہیں جن سے پیچھے رہ جانے والا آگے بڑھ کر ان سے مل جاتا ہے اور آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر ملحق ہو جاتا ہے

اسی طرح حضرت علی مالک اشتر کے عہد نامے میں ارشاد فرماتے ہیں

وَلَيْكِنْ أَحِبِ الْأُمُورَ إِلَيْكَ أَوْ سَطِّهَا فِي الْحَقِّ (۲۲)

تمہارے لئے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین ہو۔

حضرت علی کی نظر میں اعتدال ہی وہ راستہ ہے جو ہمیں نجات کی طرف لے جاتا ہے جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں :

مَنْ أَخَذَ الْقَصْدَ حَمْدًا إِلَيْهِ طَرِيقُهُ وَ بَشْرًا وَ بِالْخِجَا (۲۳)

جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اس کی روش کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں۔

مثالی معاشرہ وہی معاشرہ ہے جو ہر طرح کے انحراف اور کجی سے بچے اور اعتدال و میانہ روی کو اختیار کرے کیونکہ اسی میں سلامتی ہے جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں :

مَنْ أَرَادَ السَّلَامَ فَعَلَيْهِ بِالْقَصْدِ (۲۴)

جو سلامتی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کرے۔

حضرت علی نے اپنے چاہنے والوں سے فقط سیاسی ، اجتماعی اور فردی زندگی میں ہی اعتدال سے کام لینے کو نہیں کہا ہے بلکہ اپنی محبت میں بھی اعتدال کا دامن نہ چھوڑنے کی تاکید کی ہے آپ فرماتے ہیں :

بَلَكُ فِي رَجُلَانِ مَحِبٍّ غَالٍ وَ مَبْغُضٍ قَاتِلٍ (۲۵)

میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں وہ دوست جو دوستی میں غلو سے کام لیتے ہیں اور وہ دشمن جو دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں

حضرت کے اس کلمے کی روشنی میں ان کا حقیقی محب صرف وہی ہے جو نہ انہیں حد سے آگے بڑھائے اور نہ ہی ان حضرت کو ان کی منزلت اور مقام سے جو خدا نے انہیں عطا کیا ہے نیچے گرائے۔ حقیقت میں ایسا ہی شخص آپ کا چاہنے والا اور محب ہے۔

۷: سادہ زیستی :

اس دنیا میں سادہ زندگی گزارنا اور دنیا کی رنگینیوں ، بے جا رسم و رواج اور دکھاوے سے پرہیز کرنا تمام انبیا کرام اور اہل بیت علیہم السلام کا خاص شیوہ رہا ہے رسول اکرم (ص) اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی فردی زندگی ہو یا اجتماعی اور معاشرتی زندگی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ سادگی کا مظاہرہ کیا اور ہر طرح کے تجمل اور شو بازی سے پرہیز کیا ، ایک مثالی معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر طرح کے تجمل ، شو بازی اور بے جا رسموں سے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دنیا میں بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے پرہیز کرے کیونکہ تجمل اور شو بازی بہت دیر تک باقی رہنے والی نہیں ہے۔ مولائے کائنات جن کی پوری زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے پیغمبر اکرم (ص) کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

و لقد کان (ص) یاکل علی الارض و یجلس جلس العبد و یخسف بیدہ نعلہ و یرقع بیدہ ثوبہ (۲۶)

پیغمبر (ص) ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے ، غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے ، اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹاٹتے تھے ، اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔

یقیناً ہم ان کے جیسے نہیں بن سکتے اور ہم سے اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا گیا ہے لیکن بہر حال ہم ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش تو کر ہی سکتے ہیں حضرت امام محمد باقر اپنے جد حضرت امیر المؤمنین کی سادہ زیستی کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَاللّٰهُ اِنْ كَانَ عَلٰى لِيَاكُلْ اَكْلَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسَ جِلْسَ الْعَبْدِ وَاِنْ كَانَ يَشْتَرِي الْقَمِيصَيْنِ السَّنْبَلَانِيَتَيْنِ فَيُخْرِعُ غَلَامَهُ خَيْرٌ هَاثِمٌ يَلْبِسُ الْاٰخِرَ .... (۲۷)

خدا کی قسم علی بندوں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور بندوں کی طرح بیٹھتے تھے اگر سنبل (ایک درخت کا نام) کے دو پیراہن خریدتے تھے تو اچھا پیراہن غلام کو دے دیتے تھے اور دوسرا خود پہنتے تھے..... یہی نہیں مولائے کائنات کو اپنی حکومت کے زمانے میں جب بصرہ کے عامل عثمان بن حنیف کے بارے میں خبر ملتی ہے کہ وہ ایک بڑی دعوت میں شریک ہوئے ہیں تو حضرت ان کو نامہ لکھ کر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ابن حنیف ! مجھے خبر ملی ہے کہ بصرہ کے بعض جوانوں نے دعوت میں مدعو کیا تھا جس میں طرح طرح کے خوشگوار کھانے تھے اور تمہاری طرف بڑے بڑے پیالے بڑھائے جا رہے تھے اور تم تیزی سے وہاں پہنچ گئے تھے مجھے تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ تم ایسی قوم کی دعوت میں شرکت کرو گے جس کے غریبوں پر ظلم ہو رہا ہو اور جس

کے دولت مند مدعو کئے جاتے ہوں دیکھو جو لقمے چباتے ہوئے اسے دیکھ لیا کرو اور اگر اس کی حقیقت مشتبہ (مشکوک) ہو تو اسے پھینک دیا کرو اور جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ پاکیزہ ہے اسی کو استعمال کیا کرو۔ (جاری)

☆☆☆

آپ كے گھروں ميں جو مدرسہ كى طرف سے چھوٹا سا باكس لگا ہے اس ميں صدقہ اور نياز نذر كى رقم  
ڈال كر مدرسہ كى مدد كيجئے اس كا فائدہ آپ كو يہ ہے كہ بغير كسى بوجھ كا احساس كيے آپ كى طرف  
سے مدرسہ كى مدد ہو جائے گى۔

☆☆☆



## اہل خانہ کا احترام اہلبیت (ع) کی سیرت میں

الف۔ع۔جعفری

الف: والدین کا احترام

قرآن کریم اور اہلبیت (ع) کے دستورات میں ایک اہم دستور والدین کا احترام ہے۔ یہ حکم قرآن کریم کے چار سوروں میں مستقل طور پر مسئلہ توحید کے بعد بیان ہوا ہے۔ (۱)

اس کے علاوہ قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اس موضوع سے متعلق تذکر دیا گیا ہے کہ والدین کا احترام اور اکرام بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ (۲)

ان آیات کا پیغام ایک کلی نگاہ میں یہ ہے کہ ہر مسلمان کا فرائض ہے کہ اپنے والدین کا احترام کرے۔ ان کے ساتھ نرم گفتگو کرنا، اچھا سلوک کرنا حتیٰ انہیں اف تک بھی نہ کہنا والدین کے احترام کا ایک نمونہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے۔

یہ چیز آئمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت میں بھی واضح اور آشکار نظر آتی ہے۔

درج ذیل روایتیں اکرام والدین کی فوق العادہ اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

منصور بن حازم کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا: ای الاعمال افضل؛ کون سا عمل افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: الصلو لوقتہا و بر الوالدین و الجہاد فی سبیل اللہ؛ نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔ (۳)

دوسری روایت میں، ایک شخص نے رسول خدا [ص] سے حقوق والدین کے بارے میں سوال کیا:

آنحضرت نے فرمایا: لایسمیہ باسمہ ولا یمشی بین یدیه ولا یجلس قبلہ ولا یستسب لہ (۴)

اپنے باپ کو اس کے نام سے نہ بلائے اس سے آگے ہو کر راستہ نہ چلے اس سے پہلے نہ بیٹھے۔ اور سب و شتم کا زمینہ فراہم نہ کرے۔

اس کے علاوہ اہلبیت (ع) کی نگاہ میں غیر مومن والدین کے حقوق کی رعایت (۵) اور جو والدین دنیا سے جا چکے ہیں ان کو یاد کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں تاریخ کے اندر کافی اشارے ملتے ہیں:

: ایک جوان احتضار کی حالت میں تھا شہادتین کو اپنی زبان پر جاری نہیں کر پا رہا تھا۔ رسول خدا (ص) اس مشکل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کی ماں کو بلایا اور اس سے رضایت حاصل کی۔ اس کے بعد اس جوان نے شہادتین کو زبان پر جاری کیا۔ پیغمبر اسلام نے اسے دستور دیا کہ یہ دعا کرے: یا من یقبل الیسیر و یعفو عن الکثیر اقبل من الیسیر و اعف عن الکثیر نک انت الغفور الرحیم اس جوان نے دعا کی خداوند عالم نے اس کے گناہوں کو بخش دیا (۶)

: امام سجاد علیہ السلام کا ماں کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے سے انکار کرنا اہلبیت (۷) کے نزدیک والدین کے احترام کا ایک نمونہ ہے۔ ایک شخص نے پوچھا: آپ تو احسان اور نیکی کے میدان میں بہترین لوگوں میں سے ہیں پس کیوں اپنی ماں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے؟ امام نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ جس لقمہ کو میں اٹھالوں ماں نے اس کے اٹھانے کا ارادہ کر رکھا ہو۔ (۸)

: ایک عورت پیغمبر اسلام (ص) کی خدمت میں شرفیاب ہوئی پیغمبر [ص] اس کو دیکھنے سے بہت خوش ہوئے اور اپنی عبا اس کے پیروں کے نیچے بچھائی اس حال میں کہ لبوں پر تبسم تھا اور اس سے گفتگو کرنے لگے۔

اس کے بعد اس خاتون نے بزم پیغمبر کو ترک کیا اس خاتون کا بھائی (۹) آنحضرت (ص) کے پاس آیا لیکن پیغمبر اسلام (ص) نے اس کی بہن کی طرح اس کے ساتھ رفتار نہیں کی۔ آنحضرت سے لوگوں نے کہا: کیوں ویسی رفتار آپ نے اس کے بھائی کے ساتھ نہیں کی؟ فرمایا: اس کی بہن کی نسبت میرے زیادہ احترام کی دلیل یہ تھی کہ وہ اپنے بھائی سے زیادہ اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرتی ہے۔ (۱۰)

ب: زوجہ کا احترام

اہلبیت (ع) اپنے گھر والوں اور ازواج کے ساتھ کریمانہ سلوک کرتے تھے۔ ایسا سلوک جو عام طور پر عورت کی عظمت اور خاص طور سے ہمسر کی عظمت پر دلیل ہے۔ رسول خدا (ص) کا ایک نورانی کلام زوجہ کے ساتھ حسن سلوک کو واضح بیان کرتا ہے: خیر کم، خیر کم لئسائے و انا خیر کم لئسائے۔ (۱۱)

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین رفتار رکھتا ہے میں اپنی عورتوں کے لیے تم میں سے بہترین ہوں۔

نیز دوسرے مقام پر فرمایا: خیر کم، خیر کم لہلہ و نا خیر کم لہلی [۱۲]؛ تم میں سے سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنی اہلیہ اور گھر والیوں کے ساتھ تم میں سے سب سے اچھا ہوں۔

اسی طرح سے ہمسر کے زوجہ کے احترام کے سلسلہ میں رسول خدا (ص) سے روایت نقل ہوئی ہے: و من اتخذ زوج فلیکر مہا [۱۳]؛ جو شخص زوجہ کا انتخاب کرے اسے چاہیے کہ اس کا احترام کرے۔

۱: زوجہ کے ساتھ ہمکاری اور مشورت

وہ ذوات مقدسہ اور عرش نشین ہستیاں اتنے عظیم مقامات کے مالک ہونے کے باوجود اپنے گھروں میں اپنی ازواج کے ساتھ گھر کے کاموں میں مدد کیا کرتے تھے۔ درج ذیل حکایت رسول خدا (ص) کی اپنے گھر والوں کے ساتھ ہمکاری اور مدد کرنے کی عکاسی کرتی ہے:

رسول خدا (ص) گھر کے کاموں میں اپنی ازواج کے ساتھ کمک کیا کرتے تھے ان کے ساتھ گوشت کٹواتے تھے اور تواضع کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتے تھے (کھانے کے بعد) اپنی انگلیوں کو چاٹتے تھے اور ہر گز ڈکار نہیں مارتے تھے۔ خود بھیڑوں سے دودھ نکالتے تھے خود اپنے کپڑوں اور جوتیوں کو ٹاکنے تھے اور اپنے تمام ذاتی کاموں کو خود انجام دیتے تھے۔

گھر میں جاڑو کرتے تھے۔ اونٹ کو خود باندھتے تھے اور اس کے آگے گھاس ڈالتے تھے۔ آٹا پستے اور اسے گوندھتے وقت اپنے خادم کی مدد کرتے تھے۔ اور گھر کی ضروریات کو بازار سے خریدتے تھے اور گھر لاتے تھے۔

طہارت اور وضو کے برتن کو رات خود آمادہ کر کے رکھتے تھے۔ فقرا اور محتاجوں کے ساتھ بیٹھتے تھے اور بے نوائوں کے ساتھ ہم لقمہ ہوتے تھے اور اپنے ہاتھ سے انہیں کھانا دیتے تھے۔ (۱۴)

نیز امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے والد محترم سے رسول خدا (ص) ی زندگی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

كَانَ دَخُولُهُ لِنَفْسِهِ مَذُونًا لَهُ ف ذَلِك فَازَا آوَل مَنْزِلِهِ جَزْ دَخُولُهُ ثَلَاثَ جُزَا: جَزْ لِدِّهِ وَ جَزْ لِمَلِهِ وَ جَزْ لِنَفْسِهِ... [۱۵]

آپ نے اپنی زندگی کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ کو عبادت کے لیے مخصوص کیا تھا ایک حصہ کو گھر کے افراد کے لیے اور ایک حصہ کو اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا تھا۔۔۔

ان مسائل میں سے جو زندگی کو شیریں بنانے میں بہت موثر ہیں وہ صنف نسواں کے احترام کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ مشورہ کرنا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گھریلو زندگی میں تلخ اور شیریں مسائل رخ پاتے ہیں کہ جنہیں انسان اکیلے سلجھانے پر قادر نہیں ہوتا۔ پس بہتر ہے کہ ایسے موارد میں مرد اور عورت ایک دوسرے کی کمک اور مدد کریں۔

کمک اور مدد کا ایک طریقہ آپس میں مشورہ کرنا اور ایک دوسرے کی رائے جاننا ہے۔ لہذا بہتر ہے کہ انسان گھریلو زندگی میں اپنے زوجہ کے ساتھ مشورہ کرے گھریلو مسائل میں مشورہ کرنا اہلیت [ع] کی سیرت میں بھی نمایاں نظر آتا ہے:

رسول خدا (ص) سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: البکر تستمر والشیب تشاور قیل یا رسول اللہ ان البکر تسخ. قال: سکوتہا رضاہا [۱۶]؛ اپنی دوشیزہ اور زوجہ کے ساتھ شادی کے معاملہ میں مشورہ کرو۔ پوچھا: دوشیزہ شرم و حیا کرتی ہیں۔ فرمایا: ان کا سکوت ان کی رضایت کی علامت ہے۔

۲: زوجہ کے لیے زینت

میاں بیوی کے وظائف میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دوسرے کے لیے زینت کریں ورنہ انسان دوسروں کی طرف تمایل پیدا کر لیتا ہے اور اجنبیوں کی طرف تمایل اور ان سے دل لگانا، گناہ کی وادی میں گرنے اور میاں بیوی کی زندگی میں دراڑ پڑنے کا سبب ہے۔

اس روایت کی طرف توجہ کریں:

حسن بن جہم کا کہنا ہے: امام کاظم (ع) سے ملاقات ہوئی آپ نے اپنی ڈاڑھی کو خضاب کر رکھا تھا اور اراستہ اور پیراستہ نظر آ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: میں قربان ہو جاؤں، کیوں اپنی ڈاڑھی کو رنگ کر رکھا

ہے؟ فرمایا: ہاں، مرد کی زینت اور اس کا آراستہ و پیراستہ ہونا عورت کی عفت کو محفوظ رکھتا ہے۔ یقیناً بعض عورتیں اس وجہ سے کہ ان کے شوہر نطافت اور زینت کی رعایت نہیں کرتے عفت کی حدود سے خارج ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا: کیا تم دوست رکھتے ہو کہ تم اپنی بیوی کو الجھی ہوئی حالت میں دیکھو کہ وہ تمہیں اس حالت میں دیکھے؟

میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: عورت بھی اپنے شوہر کو گندا اور الجھی حالت میں نہیں دیکھنا چاہتی۔ اس لیے کہ *من خلاق النبا والتنظف و التطيب و حلق الشعر*۔ [۱۷] نطافت رکھنا، خشبو لگانا اور بال بنوانا انبیا کے اخلاق میں سے ہے۔

۳: بیوی بچوں کو سفر پر لے جانا

سیرت معصومین (ع) خواتین کے احترام کا ایک اور نمونہ یہ ہے کہ آپ اپنی ازواج کو اپنے ساتھ سفر پر لے جایا کرتے تھے۔ جہاں بھی شرائط مناسب ہوا کرتے تھے معصومین علیہم السلام اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ سفر پر لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور سفر میں بھی اپنی ازواج کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ عادلانہ رفتار، سب کو ایک نگاہ سے دیکھنا صنف نسواں کے احترام کا ثبوت ہے۔ رسول خدا (ص) کبھی کبھی اپنی بعض بیویوں کو اپنے ساتھ سفر پر لے جایا کرتے تھے۔ اور ان کے انتخاب کے لیے ان کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تاکہ کینہ اور کدورت ان کے دل میں پیدا نہ ہو جائے۔ ایک روایت اس سلسلے کی جناب عائشہ سے نقل ہوئی ہے: کان رسول اللہ ذرا رادہ سفرا قرع بین نساء فلیتھن خرج سمھا خرج بها... [۱۸]؛ جب رسول خدا (ص) سفر کا ارادہ کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کا نام نکلتا تھا اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے تھے۔

زوجہ کے حقوق

زوجہ کے شوہر پر قرآن (۱۹) اور اہلبیت (ع) کی رو سے کچھ حقوق ہیں۔ جن میں سے بعض طرف ذیل میں اشارہ کرتے ہیں:

#### الف: مالی حقوق

شوہر کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ سماج کی معیاری سطح تک اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرے۔ امام صادق علیہ السلام نے اس قسم کے حقوق کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے: عیال الرجل سراہ فمن نعم الله عليه نعم فليوسع على سرايه فمن لم يفعل وشك ن تزول تلك النعم؛ [۲۰] بیوی بچے مرد کے گھر میں اسیر ہوتے ہیں پس وہ شخص جسے خدا نے نعمتوں سے نوازا ہے اپنے اسیروں پر بخشش کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا کام نہیں کرے گا خدا اپنی نعمتوں کو اس سے چھین لے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے بھی ایک روایت میں فرمایا: ینبغ للرجل ان یوسع علی عیالہ لئلا یموتوا موتہ [۲۱]؛ انسان کے لیے سزاوار ہے کہ اپنے اہل و عیال پر بخشش کرے تاکہ وہ اس کی موت کی تمنا نہ کریں۔ یہ تاریخی نکتہ گھر والوں اور بیوی بچوں کی معاشی ضروریات پورا کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

ان روایات سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے کہ شوہر کی گردن پر بیوی کا یہ حق ہے کہ اس کے لیے گھر، لباس، کھانے پینے کی اشیا اور دیگر ضروریات کو فراہم کرے۔

#### ب: ہمبستری کا حق

جب ایک مرد اور عورت کے درمیان صیغہ عقد جاری ہو جاتا ہے تو دونوں ایک دوسرے کی نسبت کچھ حقوق کے مالک ہو جاتے ہیں ان حقوق میں سے ایک حق جو دونوں کا ایک دوسرے کی گردن پر ہے وہ ہمبستری کا حق ہے۔ میاں بیوی دونوں پر واجب ہے کہ اس حق کی ادائیگی کریں اور ایک دوسرے کے مقروض نہ رہیں۔ امام سجاد علیہ السلام کا یہ نورانی کلام اس حق کی طرف اشارہ کرتا ہوا نظر آ رہا ہے:

و ما حق الزوج فن تعلم ن الله عزوجل جعلها لك سكنا و نسا فتعلم ن ذلك نعم من الله عليك شكرها و ترفق بها و ن كان حَقَّ عليها وجب [۲۲]؛ بیوی کا حق یہ ہے کہ یہ جان لیں کہ خدا نے اسے آرام و سکون کا ذریعہ قرار دیا ہے اور نیز جان لیں کہ زوجہ اللہ کی نعمت ہے تمہارے لیے۔ لہذا اس کی قدر کریں اور اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں، اگرچہ تمہارا بھی اس پر حق واجب ہے۔

حسن بن زیات بصری کا کہنا ہے: میں اپنے دوست کے ساتھ امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ گھر میں مزین ہو بیٹھے تھے اور گلداز جامہ زیب تن کئے ہوئے تھے ڈاڑھی بنائے ہوئے اور آنکھوں میں سرما لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے کچھ سوال کئے اس کے بعد خدا حافظی کے وقت امام نے فرمایا: اے حسن، کل تم اور تمہارا دوست میرے پاس آنا۔ دوسرے دن ہم امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس بار آپ ایک کمرے میں تشریف فرما تھے کہ جس میں ایک چٹائی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ ایک کھردرا کرتا پہن رکھا تھا میرے دوست کی طرف رخ کر کے فرمایا: بھائی، کل تم لوگ آئے میں اپنی زوجہ کے کمرے میں تھا کل اس کی باری تھی اور وہ کمرہ اس کا تھا اور اس کمرے کا سامان بھی اسی کا تھا۔ اس نے خود کو میرے لیے مزین کیا تھا تو مجھے بھی اپنے آپ کو اس کے لیے مزین کرنا پڑا۔ تم لوگوں کے دل میں میری نسبت کوئی خیال پیدا نہ ہو۔

حسن بن زیات نے کا کہنا ہے کہ میرے دوست نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں خدا کی قسم میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور اب اللہ نے اسے زائل کر دیا اور اب جان لیا ہے کہ حق وہی ہے جو آپ نے فرمایا۔ (۲۳)

ج: زوجہ کا مہر

زوجہ کے مالی حقوق میں سے ایک مہر کا ادا کرنا ہے اس حق کو خداوند عالم نے شوہر کے ذمہ رکھا ہے۔

وہ لوگ جو اس حق کو ہلکا سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں اہلبیت (ع) کی نظر میں قابل

مذمت ہیں۔ یہ حدیث شریف اسی حقیقت کی عکاسی کر رہی ہے:



عن بن عبد اللہ (ع) قال: من مهر مرا ثم لاينو قضاءه كان بمنزل السارق [۲۴]؛ جو شخص اپنی بیوی کا مهر معین کرے اور اس کے بعد ادا نہ کرے گھر میں چور ہے۔

حوالہ جات

۱ . بقرہ/۸۳؛ نسا/۳۶؛ انعام/۱۵۱؛ اسرا/۲۳.

۲ . لقمان/۱۴ و ۱۵؛ بقرہ/۱۸۰ و ۲۱۵؛ احقاق/۱۶؛ ابراہیم/۴۱؛ اسرا/۲۵...

۳ . اصول کاف، ج ۲، ص ۱۵۸.

۴ . همان، ص ۱۵۸.

۵ . امام باقر (ع): ثلاث لم يجعل الله عز وجل لحد فسين رخص دا المان ل البر و الفاجر والوفا بالعهد للبر والفاجر و بر والدين برين كانا و فاجرين؛ تین چیزیں ہیں جن کو ترک کرنے کی پروردگار علم نے رخصت نہیں دی ہے امانت کو اس کے مالک کی طرف لوٹانا چاہے وہ نیک ہو یا بد، عہد و پیمان کو وفا کرنا چاہے نیک یا بد، والدین کے ساتھ نیکی چاہے وہ اچھے ہوں یا برے۔ (اصول کاف، ج ۲، ص ۱۶۲؛ التذیب، ج ۶، ص ۳۵۰؛ بحار الانوار، ج ۷، ص ۵۶).

۶ . رسول خدا (ص): سيد البرار يوم القيام رجل بر والديه بعد موتهما؛ قیامت کے دن نیک لوگوں کا سردار وہ شخص ہے جو والدین کی موت کے بعد بھی انکے ساتھ نیکی کرے۔ (بحار الانوار، ج ۷، ص ۸۶).

۷ . شیخ طوس، امال، ص ۶۵.

۸ . الخصال، ج ۲، ص ۵۱۷؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۶۱؛ وسائل الشیعة، ج ۹، ص ۳۹۷.

۹ . یہ دونوں رضاعی بہن بھائی تھے.

۱۰ . بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۲۸۱، ح ۱۲۶.

١١ . من لايخضره الفقيه، ج ٣، ص ٢٢٣، ح ٢٥٣٨؛ وسائل الشيعه، ج ٢٠، ص ١٤١، ح ٢٥٣٢٠.

١٢ . من لايخضره الفقيه، ج ٣، ص ٥٥٥؛ وسائل الشيعه، ج ٢٠، ص ١٤١، ح ٢٥٣٣٤؛ مكارم الاخلاق، ص ٢١٦.

١٣ . دعائم الاسلام، ج ٢، ص ١٥٨؛ الجعفيات، ص ١٥٤؛ مستدرک الوسائل، ج ١٢، ص ٢٢٩، ح ١٦٦١٤-٢.

١٤ . مناقب، ج ١، ص ١٢٥؛ بحار الانوار، ج ١٦، ص ٢٢٦.

١٥ . شيخ صدوق، معان الاخبار، ج ١، ص ٨١؛ بحار الانوار، ج ١٦، ص ١٢٨؛ عيون اخبار الرضا، ج ١، ص ٣١٥؛ مكارم الاخلاق، ص ١٣.

١٦ . احمد بن حنبل، مسند، ج ٢، ص ٢٢٩.

١٧ . اصول كاف، ج ٥، ص ٥٦٤؛ وسائل الشيعه، ج ٤، ص ٢٢٦.

١٨ . بحار الانوار، ج ٢٠، ص ٣٠٩؛ القصص، جزائر، ص ١٠.

١٩ . ربك: نسا / ٤؛ بقره / ٢٣١؛ احزاب / ٢٩ و...

٢٠ . من لايخضره الفقيه، ج ٣، ص ٥٥٦ و ج ٢، ص ٢٠٢؛ امال صدوق، ص ٢٢٢؛ كشف الغم، ج ٢، ص ٢٠٤؛ بحار الانوار، ج ٤٥، ص ٢٠٨؛ وسائل الشيعه، ج ٢٠، ص ١٤١.

٢١ . اصول كاف، ج ٢، ص ١١؛ وسائل الشيعه، ج ٢١، ص ٥٢١، ح ٢٤٨١٠.

٢٢ . من لايخضره الفقيه، ج ٢، ص ٦٢١؛ بحار الانوار، ج ٤١، ص ٢.

٢٣ . اصول كاف، ج ٦، ص ٢٢٨، ح ١٣؛ وسائل الشيعه، ج ٥، ص ٣٢، ح ٥٨١٤.

۲۴ . ناصول کاف، ج ۵، ص ۳۸۳؛ وسائل الشیعہ، ج ۲۱، ص ۲۶۶، ح ۲۷۰۵۵.

## بحرین جل رہا ہے !

فردوس احمد میر کشمیری

قرآنی اصول اور اسلامی حدود کی پائمالی کا سایہ اسلامی دنیا کے آسمان پر منڈلا رہا ہے۔ حیوان صفت انسان اپنی زندگی کے عروج کے دن کاٹ رہے ہیں۔ انسانی اقدار کا دیوالیہ نکالا گیا ہے۔ حقوق بشر کا جنازہ نکلا جا چکا ہے، ظلم و ستم اور لوٹ مار روزمرہ کی عادت بن گئی ہے۔ قتل و کشتار درندہ صفت انسان نما شیطانوں کا شیوہ بن گیا ہے۔ مظلوم، معصوم اور بے گناہ جوانوں، نوجوانوں، پیر مردوں، عورتوں اور نومولود بچوں کے خون اور آنسو کے ساتھ ہولی کھیلنا اب تفریحی مشغلہ بن گیا ہے۔ آزادی دلانے کے نام پر عزتمند، آزادی اور حق طلب افراد کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے، اور ان کے خلاف حیوانی طریقہ کار اور ظلم و ستم کی آخری حد پار کر دی جاتی ہے !!۔

فلسطین سے لے کر عراق، افغانستان، پاکستان اور کشمیر تک کے نہتے عام زندگی کے شب و روز ظلم و ستم کے سایہ میں ابتر حالت میں گزارتے آرہے ہیں۔ اب ان کے علاوہ گزشتہ چند مہینوں سے، جو صورتحال خطہ مشرق وسطیٰ کے مصر، ٹونس، لیبیا، بحرین، یمن اور عمان جیسے ممالک میں پیدا ہوگئی ہے، اس نے ایک طرف سے استکبار اور ظلم و ستم کے سربراہوں کی نیند حرام کردی ہے، امریکہ، یورپ اور اسرائیل جیسی درندہ صفت استعماری طاقتوں کے قصروں میں سونامی طوفان لا کر زلزلہ پرپا کیا ہے، ان کا تیل، گیس، پیسہ، عزت و آزادی، پیشرفت و سربلندی جیسے دیگر حقوق مارنے کی محض منفعت پرست سیاست کی کشتی عوام کے طوفانی لہروں میں غرقاب ہو رہی ہے۔ ان کے گماشتہ نوکروں کی دنیا میں اندھیرا چھانے لگا ہے!!۔ لیکن اس اثنا میں دوسری طرف سے ان استعماری طاقتوں نے ایک دوسرے سے شانہ بہ شانہ ملا کر اقوام متحدہ، سکیورٹی کونسل اور نیٹو جیسے نام نہاد بین الاقوامی اداروں پر اپنی پالیسیاں حاوی کرنے کا کام شروع کیا تاکہ وہاں اپنے منافع کے مطابق فیصلے لئے جاسکیں!۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں بیداری کی لہر کے خلاف مختلف طریقوں اور عکس العمل کا مظاہرہ کیا۔ جب دیکھ لیا کہ مصر اور تونس میں ان کی ٹانگین ٹوٹ گئیں تو دوسرے ممالک میں اپنی ساخت بچانے کیلئے ہاتھ پیر مارنے لگے اور کسی طرح سے اپنا دباو اور قبضہ باقی رکھنے میں پہل کرنے لگے۔ لہذا اسی تناظر میں امریکی وزیر دفاع کا آخری دورہ بھی عمل میں لایا گیا اور قابض، ظالم اور دنیا پرست حکومتوں کو گرین سگنل دے کر حق طلب مظاہرین پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کی سند پاس کی گئی۔ اس کے بعد جو صورتحال مشرق وسطیٰ مخصوصا بحرین میں دیکھنے کو ملی وہ بالکل پہلے سے مختلف ہے۔ البتہ یمن میں بھی بحرین کی طرح صورتحال پیدا ہو رہی ہے جبکہ لیبیا کی نسبت بالکل الگ پالیسی سے کام لیا جا رہا ہے۔

یہاں پر ملک بحرین میں موجودہ نہایت ہی ابتر صورتحال کی وجہ سے، اس کے بارے میں کچھ مطالب بیان کئے جائیں گے۔ ابتدا میں رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای (مدظلہ العالی) کے بصیرت افروز فرمائشات کے بعض اقتباس بیان کرتے ہیں، پھر بحرین کی موجودہ حالت زار پر مختصر عرائض پیش کریں گے۔

"خطہ کے مسائل ہیں اسلامی جمہوریہ نظام کا موقف واضح ہے۔ ہمارا موقف ؛ ملتوں اور ملتوں کے حقوق کا دفاع کرنا ہے۔ ہم دنیا کے کسی بھی گوشے میں مسلمان ملتوں اور مظلوم قوموں کے ساتھ موافق و ہمراہ ہیں؛ ہم دنیا کی کسی بھی جگہ پر ظالموں، مستکبروں ڈیکٹیٹروں، خباثت صفت افراد، قدرت طلب اور غارتگروں کے مخالف ہیں!۔ یہ ایرانی ملت اور اسلامی نظام کا موقف ہے، یہ اسلامی جمہوریہ نظام کا واضح اور روشن موقف ہے۔ ہماری سیاست بھی یہی ہے، ہمارے دلوں میں بھی یہی ہے، افکار اور بیانات بھی یہی ہے، ملت کی طرف سے بھی، اور مسوولین کی طرف سے بھی!۔"

"اقوام متحدہ بجائے اس کے کہ اسے اقوام عالم کی خدمت میں ہونا چاہیے، افسوس سے وہ ان کا (امریکہ، اسرائیل اور مغرب جیسی استعماری قدرتوں) آلہ کار بن چکی ہے، جو بھی ان کی ضرورت ہوتی ہے ان کے لئے فراہم کر رہی ہے! یہ اقوام متحدہ کے لئے شرم و ذلت کا مقام ہے!۔۔۔"

"مسئلہ بحرین کے درمیان در حقیقت اور مسئلہ مصر، مسئلہ ٹیونس، مسئلہ لیبیا (اور مسئلہ یمن) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ ایسی ملتیں ہیں جن پر وہ حکومت بر سر اقتدار ہے جو ان کے حقوق نظر انداز کرتی ہے۔ بحرینی قوم اپنے قیام سے کیا طلب کر رہے ہیں؟!۔ ان کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ (آزاد) الیکشن کرایا جائے، ہر آدمی کو اس کے ایک ووٹ کا حق دینا چاہیے، یہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے؟ یہ کوئی بڑی مانگ نہیں ہے۔۔۔ یہاں پر مغربیوں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا، تاکہ خطہ کے حالات میں، ایک نئے مسئلہ کی آگ جلا کر؛ "مسئلہ شیعہ و سنی" کے ذریعے مداخلت کر سکیں۔ چونکہ بحرین کے لوگ بیچارے شیعہ ہیں، اسی بنیاد پر دنیا میں کسی کو بھی حق نہیں ہے ان کی حمایت کرے!۔ وہ ٹی وی اسٹیشنز اور میڈیا جو خطہ کے حالات کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے تھے، وہ بحرین کے حالات کی نسبت خاموشی سے کام لیں،

بحرینی عوام کے قتل و غارت کی انعکاسی نہ کریں!۔ خلیج فارس کے اطراف ممالک میں چند ایسے افراد، خواہ سیاستدان ہوں، خواہ خبرنگار، ڈھونڈ لیتے ہیں جو فضول بیانی عام رائج کر سکیں، اور کہیں ؛ مسئلہ بحرین، شیعہ اور سنی کی جنگ ہے!۔ لیکن یہ کونسی شیعہ اور سنی کی جنگ ہے؟!، ایک قوم پر جو ظلم جاری ہے، اس کے خلاف وہ ان کی چیخ و پکار ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح تیونس میں تھا، اسی طرح جس طرح مصر

میں تھا، اسی طرح جس طرح لیبیا میں ہے، اسی طرح جس طرح یمن میں ہے، ان میں آپس میں کوئی فرق نہیں ہے!۔ امریکی حکام خوش ہیں کہ وہ خطہ میں اپنے تبلیغاتی پروپیگنڈے کے ذریعے، مسئلہ بحرین کو شیعہ اور سنی کے عنوان سے ایک اختلافی مسئلہ عام و رائج کر سکیں، تاکہ جو امداد بھی ممکن ہے اس مظلوم عوام کے خاطر کی جائے، اس میں رکاوٹ ڈال سکیں، اور اس طرح وہاں کی صورتحال کی حقیقت بھی تبدیل کر دیں اور اسے عام کر دیں!۔ وہ کہتے ہیں کیوں ایران بحرینی عوام کی حمایت کر رہا ہے۔ ٹھیک ہے ہم نے ان کی حمایت کی۔ لیکن بتیں (۳۲) سال ہو رہے ہیں کہ فلسطینی عوام کی حمایت کرتے آ رہے ہیں، سارے ممالک، حکومتوں اور ملتوں میں سے کس نے ان بتیں سالوں میں اس طرح کی حمایت کا مظاہرہ کیا؟!، مگر فلسطین، کیا شیعہ ہیں؟!۔ غزہ کے معاملے میں ہماری عوام نے کس قدر جدوجہد کا مظاہرہ کیا۔۔۔ ہماری عوام نے غزہ کے نسبت، فلسطین کے نسبت، مصر کے نسبت، تیونس کے نسبت، ہر جگہ اپنے احساسات اور جذبات کا اظہار کیا، وہ تو شیعہ لوگ نہیں تھے؟!۔ لہذا شیعہ و سنی کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ بد خواہ اور شر پسند حکام کوشش میں لگے ہیں کہ مسئلہ بحرین، مسئلہ شیعہ اور سنی کے طور پر عام کر دیں!!۔۔۔"

"میں بھی انہیں جو دشمنوں کے فریب میں پھنس کر اس مسئلہ کے ہوا دینے کے درپہ ہیں آگاہ کرتا ہوں: بحرینی مسئلہ کو مسئلہ شیعہ و سنی اختلاف کے زہریلے کانٹے کے طور پر پیش نہ کریں، یہ کام امریکہ کی سب سے بڑی خدمت ہے!، یہ کام اسلامی امت کے دشمنوں کی سب سے بڑی نوکری ہے!۔ جو ایک ملت کی عمومی سطح پر استکباری لہر کو، شیعہ و سنی لڑائی کا رنگ دے رہے ہیں، اس میں ہر گز شیعہ و سنی لڑائی موجود نہیں ہے!!۔"

"ہم غزہ، فلسطین، تیونس، لیبیا، مصر، بحرین اور یمن کے درمیان کسی فرق کے قائل نہیں ہیں۔ ظلم ہر جگہ پر قوموں کی طرف سے محکوم و مردود ہے۔ اسلامی نعرہ کے ہمراہ اور آزادی کے خاطر، ملتوں کی حرکت، ہماری طرف سے قابل تائید ہے۔ امریکیوں اور ان کے غلاموں کی نہایت ہی بے شرمی، وہاں پر معلوم ہو جاتی ہے کہ جب سعودی حکومت کے ٹینک بحرین کے "منامہ" کی سڑکوں پر نکل آئیں، تو وہ

اسے مداخلت نہیں مانتے ہیں لیکن ہمارے مراجع تقلید، ہمارے علما اور ہمارے خیر خواہ افراد جب کہہ دیں:  
عوام کا قتل عام نہ کرو! تو کہتے ہیں: تم نے مداخلت کی!! کیا یہ مداخلت ہے؟ یا وہ!!۔۔۔"

"۔۔۔ البتہ خطہ میں ہماری نظر میں یہ اقدام انجام دے کر، سعودی حکومت نے غلط کیا ہے، اسے یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تھا، اس طرح کا اقدام خطہ میں اس کے لئے نفرت کا باعث بنے گا۔۔۔ ملتیں اس سے اظہار نفرت کریں گی، وہ ان کے غیض و غضب کا شکار ہوگا، اس کے لئے یہ بہت بڑا نقصان ہے!۔ انہوں نے غلط کیا یہ قدم اٹھایا۔ جو بھی کوئی دوسرا ایسا اقدام کرے گا، وہ بھی غلطی کر بیٹھے گا!۔۔۔"

"جو بات میں یقین سے عرض کرتا ہوں، یہ ہے کہ پروردگار کے لطف سے اس خطہ میں ایک جدید حرکت شروع ہوئی ہے۔ یہ لہر، ملتوں کی لہر ہے، امت اسلامی کی حرکت ہے، اسلامی نعرے سے سرشار ہونے والی لہر ہے، یہ حرکت اسلامی اہداف کی راہ پر گامزن ہے، ملتوں کی عمومی سطح کی بیداری کی علامت ہے، اور یہ حرکت وعدہ الہی کے مطابق یقیناً اور حقیقتاً کامیاب ہو جائے گی!!۔۔۔"

بحرینی معصوم، بے دفاع اور حق طلب عوام پر، امریکی اور مغربی نوکروں آل خلیفہ اور آل سعود کی بربریت، شیطانی اور غیر انسانی طریقہ کار سے بھرے مظالم پر ایک نظر:

۱: فوج کی طرف سے ڈھائے جانے والے بے تحاشا مظالم اور حقوق بشر کی سارے حدود کی پامال کرنے کی حقیقی خبروں کو مخفی رکھنا یا فلمبردار ایجنسیوں کو نشر نہ کرنے کی کڑی اور سخت ہدایت دے کر، دنیا کو ان سب سے بے خبر رکھنا!!۔۔۔

۲: عمومی سطح پر عام لوگوں (نوجوانوں، جوانوں، مردوں، بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو جدید خطرناک اسلحہ اور جنگی گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دینا!!۔۔۔

۳: ۳۰ سے زائد مساجد، متعدد امام بارگاہوں، متعدد قرآن کریم جیسی مقدس دینی کتابوں کی بے حرمتی کرنا اور انہیں آتش سوزی کا نشانہ بنانا، نیز حسینی جلوسوں اور مجالس پر قدغن لگانا، ہر شیعہ مسلم کو اپنی مقدسات کے احترام اور تحفظ کی صورت میں اپنی بے حرمتی اور زد و کوب کا شکار بنانا!!۔۔۔

۴: ۶ سے ۷ سو تک افراد کا بری طرح سے زخمی کرنا!۔ نیز زخمیوں کے لئے عام اور بنیادی طبی سہولیات فراہم نہ ہونا، مریضوں سے بھرے ہسپتالوں پر چھاپہ مار کاروائیوں سے مجروحین کے علاج و معالجہ سے ڈاکٹروں اور نرسوں کو باز رکھنا، نیز علاج کرنے کی صورت میں قیدی بنا کر نامعلوم جگہ پر لیجانا!!۔

۵: کھلے عام ماؤں، بہنیں اور جوان لڑکیوں کی گھروں اور سڑکوں پر عصمت دری کرنا!!۔

۶: قیام کے اسی قلیل مدت کے دوران ایک ہزار سے زائد افراد، گھریا کسی دوسری جگہ پر، دن کے کسی بھی وقت یا راتوں رات چھاپہ ڈالکر اور اسیر بنا کر نامعلوم جگہ پر لیجانا۔ نیز متعدد کیسز ایسے بھی ملے جن میں راتوں رات بے دفاع لوگ اسیر کئے جاتے ہیں اور دوسرے دن کوڑے کرکٹ وغیرہ کے ڈھیروں پر ان کا جنازے پھینک دیے جاتے ہیں!!۔

۷: وحشی اور ناقابل برداشت انٹروکیشن سے متعدد اسیروں کا شہید کر دینا۔ نیز متعدد کیسز میں جھوٹے الزامات لگا کر اعدام، دائمی اسیری وغیرہ کی سزائیں قیدیوں پر لاگو کرنا!!۔

۸: بہت سارے افراد جو ملازم پیشہ تھے اور پرامن مظاہروں میں شرکت کرتے تھے یا نہیں، ان کو اپنے اپنے اداروں سے اخراج کرایا جا رہا ہے!!۔

۹: بچوں پر بھی رحم نہ کرنا؛ سب سے چھوٹے ۶ سالہ "عبدالحسین فرخان" اور ۱۵ سالہ نوجوان "سید محمد سید سعید" جیسے معصوموں کی زندگی چھین لینا نیز اسی طرح بہت سارے بچوں کو زخمی کر کے ناکارہ بنانا!!۔

توجہ: اس شمارے میں رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ اعظمی سید علی خامنہ ای (مدظلہ العالی) کی فرمائشات کے بعض اقتباسات، ان کی مشہد کے مقام پر اس سال کی تقریر سے ماخوذ ہیں۔



## آو قرآن سیکھیں

درس ہفتم

کچھ پچھلے سبق کے بارے میں

پچھلے سبق میں زبان قرآن کو سمجھنے کی چابی آپ کو دی گئی جو یہ تھی :- اگر کسی کلمہ کے آخر میں "ون" یا "ین" یا "ات" ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لفظ "جمع" ہے نہ کہ واحد۔ مثلاً یہ لفظ: منافق "مفسد"، منتظر، واعظ، کلم "علامت وغیرہ سب کے سب "واحد" ہیں لیکن: منافقون، مفسدون، منتظرین، واعظین، کلمات، علامات وغیرہ جمع ہیں۔ جن کے معنی یہ ہوں گے بہت سے منافق بہت سے مفسد، انتظار کرنے والے وعظ کرنے والے کلمے، علامتیں وغیرہ۔

یہ جان لینا بہتر ہو گا کہ کلید (۱) قرآن کریم کے ۲۷۰۳ الفاظ سمجھنے میں مددگار ثابت ہوئی ہے اس درس میں زیادہ مشقیں انجام دینے کے ساتھ ساتھ اس "کلید" کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کریں گے۔

نئے الفاظ

شمارہ	الفاظ	معانی	تعداد
۱	مبعوث	بھیجا گیا	۵۶ مرتبہ
۲	موت	موت	۶۶۱ مرتبہ

۳	خالد"	ہمیشہ رہنے والا	۷۸ مرتبہ
۴	مع	ساتھ ، ہمراہ	۰۶۱ مرتبہ
۵	محسن"	احسان کرنے والا	۴۸۱
مرتبہ			
۶	لیل	رات	۲۹ مرتبہ
۷	نہار"	دن	۷۵ مرتبہ
۸	شمس"	سورج	۳۳ مرتبہ
۹	قمر"	چاند	۷۲ مرتبہ
۱۰	متقین	پر ہیز کرنے والے	۷۲ مرتبہ

نئی آیتیں

درج ذیل آیات کا ترجمہ ان کے نیچے لکھیں :-

۱۔ انکم لمبعوثون لیوم عظیم

ترجمہ-----

۲۔ انکم مبعوثون من بعد الموت

ترجمہ-----

۳۔ اِنَ الْجَرِّمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ

ترجمہ-----

۴۔ اِنَ اللّٰهُ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ

ترجمہ-----

۵۔ قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ

ترجمہ-----

۶۔ اِنَ اللّٰهُ يَجِبُ الْمُحْسِنِينَ

ترجمہ-----

۷۔ اِنَ اللّٰهُ لَا يَجِبُ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ-----

۸۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

ترجمہ-----

زبان فارسی

درس ہشتم

پڑھیے اور تکرار کیجیے :

ساعت چند است (ساعت چندہ؟)

ٹائم کیا ہوا ہے

ساعت شش و چھل دقیقہ است

چھ بج کر چالیس منٹ ہوئے ہیں۔

چہ کسی در پارک است ؟

پارک میں کون ہے ؟

چہ کسی در کلاس است ؟

کلاس میں کون ہے ؟

چہ کسی در اتاق است ؟

کمرے میں کون ہے ؟

چہ کسانی از مدرسہ بر می گردد ؟

کون لوگ مدرسے سے پلٹے ہیں ؟

من صورتم را خشک کردم

میں نے اپنے چہرے کو خشک کیا۔

تمرین : اردو میں ترجمہ کیجیے:

من امروز بہ پارک می روم۔ تو چه وقتی بہ پارک میروی۔

ما امشب بہ خانہ تو می آئیم۔ شام زود از خواب بیدار می شوید۔ ما چه وقتی از خواب بیدار می شویم

NAWA-E-ELM  
THE TRANSLATOR OF MADRSA ELMYA  
(.IMAM MOHAMMAD BAQIR (E.S  
Volume 13

شعبہ نشر و اشاعت  
مدرسہ علیہ امام محمد باقر علیہ السلام  
پونچھ، جموں و کشمیر  
ہندوستان